رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۵۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اِنّی اٰوِی القریۃ

الحکم

وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ

مسیح موعود کی صلحکاری ور امان کا ملوار

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہمارا طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے

مسیح موعود کا اعلان

پیشگی قیمت سالانہ
عوام سے
خواص و سواد وغیرہ سے
ہندوستان سے باہر
غیر مذاہب والوں سے
ایسی جماعت کو جو غیر مستطیع ہیں یا کم آمدنی والے لوگوں سے

چہ گویم باز گر آں چہار قادیان بینی | دو ماہی نستعلیقی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۲ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۰ر جولائی سنہ ۱۹۰۲ء | جلد ۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

مخمس

(برا شعار حضرت اقدس)

در مدح و ثنائے باریتعالیٰ

نور ہے پھیلا ہوا ہر اک طرف اُس یار کا
ہے زمیں سے آسماں تک جلوہ اُس غفار کا
ہر طرف ہے تکو نظارہ اُس دلدار کا
کسقدر ظاہر ہے نور اُس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

جب سے دیکھا ہم نے جلوہ اُس رخ پر نور کا
ہوش میں اپنے نہیں میں اور نہیں کچھ بھی پتا
ہر طرف ڈھونڈہ ہوں اُسی کو ایسا دیوانہ ہوا
چاند کو کل دیکھکر میں سخت بیکل ہوگیا
کیونکہ تھا اس میں نشان کچھ کچھ جمال یار کا

جب اُس مہوش کو دیکھا کچھ نہ عقل و ہوش تھا
یا وہ الفت میں دل اپنا ہوا مدہوش ہے
ساقی قدرت سے بس آواز نوشا نوش ہے
اُس بہار حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا

ہے عجب نقشہ تیری صنعت کا پیارے ہر طرف
ہے عجب خاکہ تیری حکمت کا پیارے ہر طرف
ہے عجب جذبہ تیری الفت کا پیارے ہر طرف
ہے عجب جلوہ تیری قدرت کا پیارے ہر طرف
جسطرف دیکھیں وہی رہ ہے تیرے دیدار کا

آسماں میں ہر طرف نقشیں تیری موجود ہیں
اور زمیں میں بھی شفا میں تو کہیں موجود ہیں
چاند میں آثار ہائے روشنی موجود ہیں
چشمۂ خورشید میں موجیں تیری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تیری چمکار کا

تو ہے تیرے ہوئے موجود سب جن و ملک
ہو ہر اک موجود کی چمکار ہی تیری چمک
سب جمک اُٹھیں یہ روحیں جب پڑی تیری جھلک
تو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اُس سے ہے شور محبت عاشقان زار کا

تو نے ہر شے کو عطا خاصیتیں کیں خاص خاص
تو نے خاص اوصاف سے ہر شے کو بخشا اختصاص
تھاہ تیری قدرت کی پا سکتے نہیں غواص خاص
کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

تیری حکمت کی کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
تیری صنعت کی کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
تیری عظمت کی کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
تیری قدرت کی کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

سارے حسینوں میں ذلالت ہے تیرے اس حسن کی
گلرخوں میں سب صباحت ہے تیری اس حسن کی
سرو بستاں میں رعونت ہے تیرے اس حسن کی
تو بہ رویوں میں ملاحت ہے تیرے اس حسن کی
ہر گل گلشن میں ہے رنگ اُس تیرے گلزار کا

مہوشوں کی ہر جھلک میں خلق پاتی ہے تجھے
دلرباؤں کی ادا ہر دم سہاتی ہے تجھے
وہ خرام ناز محبوباں جتاتی ہے تجھے
چشم مست نازنیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ناتبہ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

غازہ رخ میں تیری سارے نجوم و آفتاب
ہے عجب تیرا چہرہ کی تیرے آب و تاب
روشنی رخ کی تیرے کون لا سکتا ہے تاب
آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ تیرا رخ کافر و دیندار کا

عاشقوں کے واسطے قامت تیرا ہے رستخیز
گیسوئے مشکیں کا کھل جانا عجب ہے فتنہ خیز
ہیں تیرے تیر مژہ مانند خنجر زخم ریز
ہیں تیری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غم اغیار کا

ہجر میں تیرے ہماری جان آئی ناک میں
غم کا اک طوفان اُٹھا یا دل غمناک میں
بیکسی کا شور ایسے پڑ گیا افلاک میں
تیرے ملنے کیلئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درمان ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا

تیرے بن آتا نہیں ہے چین مجھ کو دلبرا
رات کٹتی ہے مری اختر شماری میں سدا
رات بھاری دن پہاڑ آتا ہے اس بیمار کا
اک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جان گھٹتی جاتی ہے جیسے دل گھٹتے بیمار کا

بیعت کا خط

بخدمت جناب مسیح موعود علیہ السلام حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان۔

از خاکسار سیدہ بیگم بنت سکندر شاہ قوم کشمیری شیخ زوجہ حکیم شیخ نور محمد مالک کارخانہ ہمدم صحت لاہور عرض ہے کہ حضور اقدس مجھے بھی میرے خاوند کی طرح اپنی بیعت میں قبول فرماویں اور خاکسار کے حق میں دعا کریں اور میرا نام بیعت کرنیوالوں میں شامل کریں اس شکر میں میرا خاوند میری طرف سے ایک روپیہ ہوارہ چندہ پہلے چندہ سے زیادہ پیش کیا کریگا۔ مورخہ ۳ جولائی سنہ ۱۹۰۲

بقلم خود سیدہ بیگم (از لاہور)

بقیہ کلماتِ طیبات

۱۹ جون سنہ ۱۹ء

متقی کون ہے

ایک مولوی صاحب جن کے والد بزرگوار احمدی جماعت میں داخل تھے اور بقضائے الٰہی فوت ہو گئے علاقہ گوجرانوالہ سے تشریف لائے ہوئے تھے ان کو حضرت اقدس کی ارادت حاصل نہ تھی اور نہ اپنے والد مرحوم کو صراط مستقیم پر سمجھتے تھے چند احباب کی تحریک سے وہ بحث و مباحثہ کی غرض لیکر یہاں آئے تھے حضرت اقدس کے روبرو تو اُن کی کوئی کلام ہم نے نہ سنی حضرت مولوی نور الدین صاحب سے البتہ کلام کرتے رہے جس میں نووارد مولوی صاحب نے یہ کہا کہ ہمارے نزدیک بہت سے متقی ہیں کہ جنہوں نے مرزا صاحب کو نہیں مانا اور جو کہ ہم اُن کو متقی اور راستباز تسلیم کرتے ہیں اس لئے ہم بھی نہیں مانتے حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب نے اس کا جواب یہ دیا کہ اگر کوئی ایسا شخص ہے کہ جو عناد اور تعصب وغیرہ سے تو پاک ہے اور سچی ارادت سے حق کا طالب ہے اور اس لئے کسی شخص کو متقی مانکر اس کی تقلید سے وہ حضرت امام علیہ السلام کا منکر ہے تو میرے نزدیک وہ اُس وقت تک معذور ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ اُس پر حقیقت کو واضح نہ کر دے کیونکہ مواخذہ کے لئے ضروری ہے کہ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ہو اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ جو ہلاک ہو وہ بھی بیّن آیات دیکھکر ہلاک ہو اور جو زندہ ہو وہ بھی بیّن آیات دیکھکر زندہ ہو۔

نووارد مولوی صاحب نے چاہا کہ اس کی تصدیق حضرت مرزا صاحب سے کرائی جائے اس لئے جناب حکیم صاحب نے بوقت ظہر اس مسئلہ کو حضرت امام علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں عرض کیا جس پر آپ نے فرمایا کہ اس قسم کا سوال حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا گیا تھا تو انہوں نے جواب دیا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي آپ نے فرمایا کہ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اُن کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے وہ جیسے سمجھے گا ویسا معاملہ اُس سے کریگا ورنہ کوئی آدمی کسی کو متقی کہکر یقین نہیں کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے فَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ اور فرماتا ہے هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى۔ اور فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ہی عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ہے ان ہم من اللہ کے متقی ہونے اور نہ ہونے کی نشانات بیّن ہوتے ہیں نہ اور رو کے۔

مغرب کی نماز کے بعد جب حضرت امام علیہ السلام شہ نشین پر جلوہ افروز ہوئے تو سید احمد شاہ صاحب سندھی نے آپ سے نیاز حاصل کی اور پوچھا کہ متقی کس کو کہہ سکتے ہیں فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے اور آپ نے دعوےٰ کیا تو اُس وقت بھی لوگوں کی نظروں میں بہت سے یہودی عالم متقی اور پرہیزگار مشہور تھے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ خدا کے نزدیک بھی متقی ہوں خدا تعالیٰ تو اُن متقیوں کا ذکر کرتا ہے جو اس کے نزدیک تقویٰ اور اخلاص رکھتے ہیں۔ جب اُن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ سنا لوگوں میں جو اُن کی وجاہت تھی اس میں فرق آتا دیکھکر رعونت سے انکار کر دیا اور حق کو اختیار کرنا گوارا نہ کیا اب دیکھ لو لوگوں کے نزدیک تو وہ بھی متقی تھے مگر اُن کا نام حقیقی متقی نہیں تھا۔

حقیقی متقی وہ شخص ہے کہ جس کی خواہ آبرو جاتی ہو اور ذلت آتی ہو۔ جان جانے کا خطرہ ہو۔ فقر و فاقہ کی نوبت آگئی ہو تو یہ محض اللہ تعالیٰ سے ڈر کر ان سب نقصانوں کو گوارا کرے لیکن حق کو ہرگز نہ چھپاوے۔ متقی کے یہ معنے جیسے آجکل کے مولوی عدالتوں میں بیان کرتے ہیں ہرگز نہیں ہیں کہ جو شخص زبان سے سب مانتا ہو خواہ اُس کا عملدرآمد اس پر ہو یا نہ ہو اور وہ جھوٹ بھی بول لیتا ہو۔ چوری بھی کرتا ہو تو وہ متقی ہے۔ تقویٰ کے بھی مراتب ہوتے ہیں اور جب تک کہ یہ کامل نہ ہوں تب تک انسان پورا متقی نہیں ہوتا ہر ایک شے وہی کارآمد ہوتی ہے جس کا پورا وزن لیا جاوے اگر ایک شخص کو بھوک اور پیاس لگی ہے تو روٹی کا ایک بھورا اور پانی کا ایک قطرہ دے دینے سے اُسے سیری حاصل نہ ہوگی اور نہ جان کو بچا سکیگا جبتک پوری خوراک کھانے اور پینے کی اُسکو نہ ملے یہی حال تقویٰ کا ہے کہ جبتک انسان اسے پورے طور پر ہر ایک پہلو سے اختیار نہیں کرتا تب تک وہ متقی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ بات نہیں تو ہر ایک کافر کو بھی متقی کہہ سکتے ہیں کیونکہ کوئی نہ کوئی پہلو تقویٰ کا (یعنی خوبی) اس کے اندر ضرور ہوگی اللہ تعالیٰ نے محض ظلمت ذکر کو پیدا نہیں کیا مگر تقویٰ کی یہ مقدار اگر ایک کافر کے اندر ہو تو اُسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ کافی مقدار ہونی چاہیے جس سے دل روشن ہو۔ خدا راضی ہو اور ہر ایک بدی سے انسان بچ جاوے کہ بہت سے ایسے مسلمان ہیں کہ جو کہتے ہیں کیا ہم روزہ نہیں رکھتے۔ نماز نہیں پڑھتے وغیرہ وغیرہ مگر ان باتوں سے وہ متقی نہیں ہو سکتے تقویٰ اور شے ہے۔ جبتک انسان خدا کو مقدم نہیں رکھتا اور ہر ایک لحاظ کو خواہ برادری کا ہو خواہ قوم کا خواہ دوستوں اور شہر کے رؤسا کا خدا سے ڈر کر نہیں توڑتا اور خدا کے لئے ہر ایک ذلت برداشت کرنیکو طیار نہیں ہوتا تب تک وہ متقی نہیں ہے۔

قرآن شریف میں جو بڑے بڑے وعدے متقیوں کے ساتھ ہیں وہ ایسے متقیوں کا ذکر ہے جنہوں نے تقوے کو وہاں تک نبھایا جہاں تک اُن کی طاقت تھی بشریت کی تو نے جہاں تک اُن کا ساتھ دیا برابر تقوے پر قائم رہے حتی کہ اُن کی طاقتیں ہار گئیں اور پھر خدا سے انہوں نے اور طاقت طلب کی جیسے کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ سے ظاہر ہے۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ یعنی اپنی طاقت تک تو ہم نے کام کیا اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اِيَّاكَ نَسْتَعِينُ یعنی آگے چلنے کیلئے اور نئی طاقت تجھ سے طلب کرتے ہیں جیسے حافظ نے کہا ہے۔ ع

تا بدان منزل عالی نتوانیم رسید
ہان اگر لطف شما پیش نہد گامے چند

پس خوب یاد رکھو کہ خدا کے نزدیک متقی ہونا اور شے ہے اور انسانوں کے نزدیک متقی ہونا اور شے۔

مسیح علیہ السلام کے وقت جو مخالفوں کے جتھے وغیرہ بنتے تھے اُس کا باعث بھی یہی تھا کہ جو عالم لوگ یہود کے نزدیک مسلّم تھے اور متقی پرہیزگار تسلیم کئے جاتے تھے وہ مخالف تھے اگر وہ مخالف نہ ہوتے تو جتھے وغیرہ نہ بنتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی یہی حال تھا۔ عجب، بخل، ریا، نمود۔ اور وجاہت کی پاسداری وغیرہ باتیں تھیں جنہوں نے حق کی قبولیت سے اُن کو روکے رکھا۔ غرضیکہ تقویٰ مشکل شے ہے جسے اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے تو اس کی علامات بھی ساتھ ہی رکھ دیتا ہے۔ یہی بات ہے کہ حق جب ظاہر ہو تو جو اُسے خواہ مخواہ رد کرتا ہے اور دلائل معقولات منقولات اور خدا تعالیٰ کے نشانوں کو نہ مانتا جاوے۔ وہ کب متقی ہو سکتا ہے۔

۲۱ر جون سنہ ۱۹ء

حضرت اقدس کے ایک مخلص حواری نے عرض کی کہ وزیر آباد میں ایک حافظ صاحب ہیں وہ اس بات پر آمادہ ہیں کہ وہ قسم کھا کر کہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔

اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ جو شخص دلیری کر کے شوخی کی راہ سے قسم کھاتا ہے خدا اس سے خود سمجھ لیتا ہے۔ اگر اُس نے قسم کھانی ہے تو تین باتوں کی قسم کھاوے۔

ایک تو یہ کہ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي سے مسیح کی وفات ہرگز ثابت نہیں ہوتی اور یہاں تَوَفَّيْتَنِي کے وہ معنے ہرگز نہیں ہیں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس لفظ کے معنے کئے جاتے ہیں۔

دوسری یہ بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح کو معراج کی شب میں اُن تمام انبیاء کی طرح نہیں دیکھا جو کہ وفات پا چکے ہیں بلکہ دوسرے انبیاء کی ارواح کے خلاف حضرت مسیح کو معراج کی شب میں اس ہیئت اور شکل میں پایا جس سے اُن کا جسم عنصری زندہ ہونا ثابت ہے۔

تیسری یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہ کا اجماع جو آیت مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ کے ان معنوں پر ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر جس قدر نبی گزرے وہ سب فوت ہو چکے ہیں یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ ان تین باتوں میں اللہ تعالیٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت اور صحابہ کا اجماع سب آ جاتا ہے۔ پس ان تین باتوں پر وہ قسم کھاوے اور چوتھی بات یہ بھی ملاوے کہ ہم مفتری ہیں اور ۲۴ سال سے جو الہام کہ ہم سناتے ہیں یہ خدا تعالیٰ پر افترا باندھتے ہیں۔ اور قسم میں یہ بھی کہے کہ اگر اس میں میں نے کوئی بددیانتی کی ہے یا ایسی بات بیان کی ہے جو کہ میرے ذہن میں نہیں ہے تو اس کا وبال مجھ پر نازل ہو۔

فرمایا اگر یہ لوگ منہاج نبوت کو معیار ٹھیرا دیں تو آج فیصلہ ہوتا ہے

اس مقام پر نواب محمد علیخان صاحب نے عرض کی کہ ایک شخص نے مجھ سے حضور کے بارے میں بحث کرنی چاہی میں نے اُسے کہا کہ اول تم سب کتابیں حضرت مرزا صاحب کی مطالعہ کرو اگر اس میں سمجھ نہ آوے تو ایک ماہ تک قادیان چلکر رہو اور وہاں مرزا صاحب کے حالات وغیرہ کو آنکھ سے دیکھو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری راہنمائی کرے۔

(جاری)

ویدک مت کے لطائف

ویدک مت کے مطابق عورت مرد کی تفریق بھی تفریق اعمال پر مبنی ہے چنانچہ پنڈت دیانند صاحب اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش اردو مترجمہ منشی اندر اکش صفحہ ۳۱۹ میں فرماتے ہیں "وہ (روح) ہوا - خوراک - پانی یا جسم کے سوراخ کے ذریعہ دوسرے کے جسم میں پرمیشور کی پریرنا (حکم سے) داخل ہوتی ہے وجود داخل ہو کر آہستہ آہستہ جسم میں جا کر حمل میں قائم ہو کر جسم قبول کر کے باہر آتی ہے - اگر عورت کے جسم میں دھارن کرنیکے لائق اعمال ہوں تو عورت اور اگر مرد جسم قبول کرنیکے لائق اعمال ہوں - تو مرد کے جسم میں داخل ہوتی ہے انتہی" - پس اگر ایک صدی تک عموماً اعمال حسنہ مرد یا عورت ہی کے پیدا ہونیکے لائق ہوں تو یہ تفریق بھی کیسے ہوگی سب مرد ہی ہونگے یا سب عورتیں ایسی حالت میں نسل بنی آدم کسطرح چلے گی اور دنیا کا کیا انتظام ہوگا؟ +

پس صاف ظاہر ہے کہ ویدک مت میں یہ تقاضا ہی نہیں کہ سب لوگ وید کی ہدایت پر عمل کریں حالانکہ دین الٰہی میں یہ تقاضا ضرور ہونا چاہیئے - گو بعض لوگ بوجہ کوتاہ اندیشی یا غفلت وغیرہ کے اس پر عمل نہ کریں مگر اسکے قواعد خود ایسے نہ ہونے چاہئیں کہ لوگ اس سے مجبوراً رو کے جائیں -

ایک اور لطیفہ سنئیے پنڈت دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش میں اور آریہ مسافر میگزین جالندھر اپنے رسالہ آریہ میگزین ماہ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۲۰۴ وغیرہ میں سطرح فلاسفی چھانتے ہیں کہ جسطرح عمدہ کھیتی کا پیدا کرنا بہت کچھ کسان کی خاص تدابیر و احتیاطات پر منحصر ہوتا ہے اسی طرح نالائق اولاد کا پیدا کرنا یا لائق اولاد پیدا کرنے کی تدبیر خاص ماں اور باپ کے اختیار میں ہے اور وہ اسوقت ہو سکتا ہے جب والدین ہمیشہ اپنے افعال اسی قسم کے رکھیں جس قسم کی اولاد پیدا کرینگی وہ خواہش رکھتے ہیں اور باقی جو تخم کا اثر بہت کچھ گربھادان سے لیکر اسوقت تک کہ بچہ شکم مادر سے برآمد نہیں ہوا بچہ پر پڑتا ہے اور عورت جس قسم کا دھیان کرتی ہے اسی قسم کی اولاد پیدا ہوتی ہے اسی واسطے نیک اولاد پیدا کرنے کے لئے عورت کی حفاظت کرنی چاہیئے - آریہ میگزین صفحہ ۲۰۴ ان آریوں کے مذکورہ بالا بیان سے صاف ظاہر ہے کہ نیک اور خواہش کے موافق خاندانی اعلیٰ دماغ اولاد کا پیدا کرنا صرف انہی کے اختیار میں ہے - اگر والدین چاہیں تو روشنی ملی - جوگی لڑکے لڑکیاں پیدا کر سکتے ہیں (آریہ مسافر میگزین صفحہ ۳۰) +

لیکن ستیارتھ پرکاش کے تناسخ کے باب میں بالکل اسکے برخلاف پنڈت دیانند جی نے فلاسفی کی اسطرح ٹانگ توڑی ہے کہ اولاد کا بُرا یا بھلا یا اپاہج یا کامل الاعضا وغیرہ ہونا صرف تناسخ پر موقوف ہے جسطرح انسان کے اعمال سابقہ ہوتے ہیں ویسا ہی جنم مل رہتا ہے - خواہ لاکھ تدبیر کرے ؎

چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو
سوزن تدبیر گو لاکھوں عمر سیتی رہے

جب نیکی زیادہ اور بدی کم تب دیوتا یعنی عالم کا جسم ملتا ہے اور جب نیکی بدی برابر ہوتی ہے تب عام آدمیوں کا جسم حاصل ہوتا ہے اسمیں بھی نیکی بدی کے اعلیٰ متوسط اور ادنیٰ ہونیکی وجہ سے انسان وغیرہ میں بھی اعلیٰ متوسط اور ادنیٰ جسم وغیرہ کے آدمی ہوتے ہیں - انتہی (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۱۰)

اب دیکھئیے ان دونوں حالات میں کسقدر تضاد ہے پہلے خیال کے رو سے تو اولاد کا بُرا یا بھلا ترکی یا ضعیف - کامل الاعضا یا ناقص القویٰ ہونا صرف ماتا پتا کی تدابیر و احتیاطات پر منحصر ہے (جیسا کہ اہل اسلام بھی مانتے ہیں) اور دوسرے اعتقاد کے رو سے ماتا پتا کی تدبیر و احتیاطات کو پیدائش انسانی میں ذرا بھی تعلق نہیں رہا جیسے اعمال ہوتے ہیں ویسا جنم مل رہتا ہے پس یہ تمام امور خلاف قانون قدرت تناسخ کے ماننے سے پیدا ہوتے ہیں اور یہ اظہر من الشمس ہے کہ عقیدہ تناسخ محض ایک بچوں کا افسانہ ہے جسکو قانون قدرت کے ساتھ ذرا بھی مطابقت نہیں +

ایک اور عجوبہ سنیئے وید کے موافق ہوم میں گھی کا استعمال لازمی ہے اور گھی کا پیدا ہونا صرف چارپایوں کے طفیل ہے - اگر کوئی جیو گائے کا جنم نہ لے تو گھی ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا ایسی حالت میں ہوم کی رسم کیونکر ادا ہوگی جس میں گھی کا استعمال لازمی ہے - ہاں بوجہ گھی نہ ہونے کے اسوقت جو دیانندی ہون کرنے سے قاصر اور مجبور ہونگے تو پھر وہ گائے یعنی بکرو دوسرے دیانندیوں کے ہون ادا کرنے کا موجب ہو سکتے ہیں بالعجب ان سب سے بڑھ کر قابل حیرت پنڈت دیانند جی کا وہ ارشاد ہے جو ستیارتھ پرکاش اردو کے صفحہ ۲۰۵ میں ہے کہ ایشور نے چاروں وید دنیا کے ابتدا میں صرف انہی چار رشیوں (اگنی وایو - آدتیہ - انگرا) پر اسلیے نازل فرمائے کہ وہی چار جیوں سے زیادہ پوتر آتما تھے اور کوئی ان کے برابر نہیں تھے اسلیے پاک علم کا نزول انہی پر ہوا + یعنی سابقہ کلپ میں یہی چار الہام الٰہی کے قابل تھے اسی وجہ سے انپر وید نازل کیے گئے پنڈت جی کے اس فرمان سے اظہر من الشمس ہے کہ اگر سابقہ کلپ میں کوئی بھی الہام پانے کے قابل نہ نکلتا تو کسی پر وید کا نزول نہ ہوتا اور دنیا - نتیجہ یہ ظاہر ہے کہ اگر سابقہ دنیا میں کوئی بھی قابل الہام شخص نکلے تو کسی پر وید نازل نہ ہونگے - اور ایسا ہی اگر اور بھی بے شمار اشخاص قابل الہام نکلتے آئیں تو انپر چاروں وید کے علاوہ اور وید بھی نازل ہونگے - فتفکروا یا اولی الالباب

ایک اور عجوبہ سنیئے - ہر نئے کلپ میں نئی پیدائش کی وجہ یہ ہے کہ گذشتہ جنموں میں کئی پرشوں کے اعمال بلا مواصلت پیدا ہونے کے قابل ہوتے ہیں ورنہ نئی کلپ میں نئی مخلوق کا وجود ہی نہ ہوتا - کوئی ان فلاسفر دوراں و افلاطون زمان (دیانندیوں) سے پوچھے - کہ یعنی اگر پہلے کلپ میں کسی شخص کے اعمال بھی بلا مواصلت پیدا ہونے کے قابل نہ ہوں تو پھر ایشور کیا کرے - وہ سنسار کو کسطرح رچے - ایسی حالت میں کیا ہمیشہ کے لیے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہے گا اور ابد تک نئی مخلوق کے پیدا کرنے سے قاصر اور مجبور نہ ہو جائے گا +

اسکے سوا ابتدائے آفرینش میں جو حیوانات کتا بلا وغیرہ مواصلت پیدا کیے جاتے ہیں انکی پیدائش کی وجہ کیا ہے کیا انکے بھی اعمال سابقہ ایسے ہی بلا مواصلت پیدا ہونے کے مستوجب ہوتے ہیں - اگر ایسا ہی ہے تو درصورت ان کے ویسے اعمال نہ ہونے کی نئی کلپ میں ایشور انکو کیونکر لا سکتا ہے - ذرا سوچ کر جواب دینا چاہیے +

پھر اگر بلا مواصلت پیدا ہونے کی وجہ صرف خاص قسم کے اعمال سابقہ ہی ہوتے ہیں - تو اب کوئی شخص بلا مواصلت پیدا ہوتا ہوا نظر کیوں نہیں آتا - کیا پچھلے چار ارب سال تک کسی شخص کے اعمال بلا مواصلت پیدا ہونیکے لائق نہیں ہوتا - اصل یہ ہے کہ بناوٹ کے لیے بھی عقل چاہیے - آریے بلا ثبوت ہرات کی وجہ وجہ تناسخ وغیرہ اپنے لیے تراش لیتے ہیں اور ثبوت خاک بھی نہیں دے سکتے سچ ہے ؎

عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے

اور مزا دیکھیے پنڈت ادتانند المعروف بہ پنڈت کرپارام جگراؤنی جو ویدک دھرم کو لوہے کی لاٹھ سے سوگن مضبوط بتاتے ہیں وہ اپنے پرچہ نمبر ۱ مباحثہ بدایوں میں دیانندی عقیدہ کو تار عنکبوت سے بھی سست اسطرح ثابت کرتے ہیں کہ وید کے چاروں رشی مکتی سے واپس شدہ اشخاص تھے اور یہی وجہ انپر نزول وید کی ہوئی اول تو یہ بات بالکل بلا ثبوت ہے کہ یہ شخص مکتی سے واپس شدہ شخص تھے اسلیے مہبط وحی والہام قرار پائے - دیانندی لوگ وید یا کسی دیگر معتبر کتاب سے اسبات کا ہرگز ثبوت نہیں دے سکتے - صرف انکی دل خوش کن اعتقادی باتیں ہیں - لیکن اگر بفرض محال مان بھی لیا جائے کہ یہ شخص ضرور مکتی سے واپس شدہ اشخاص تھے اور اسی وجہ سے انپر وید پرگٹ ہوئے تو پھر اسمیں مشکل یہ آ پڑیگی کہ اگر کسی کلپ کے شروع میں مکتی سے واپس شدہ شخص کوئی بھی نہ ملا تو پھر وید کا نزول کس پر ہوگا؟ کیا مکتی سے واپس شدہ پرش کے انتظار میں دنیا کروڑوں اربوں سال تک بے ہدایتی میں پڑی رہے گی؟ +

اور دنیا کے مدتوں تک بے ہدایتی رہ سکنے پر ایک زبردست دلیل یہ ہے کہ پنڈت لیکھرام صاحب اپنی کتابوں میں صاف لکھتے ہیں کہ پنڈت دیانند جی جنہوں نے دنیا کے سامنے وید کی تعلیم پیش کی - وہ مکتی سے واپس شدہ شخص تھے - اب انہوں نے علم کا فرض پورا کیا - آئندہ جنم میں یوگ کا فرض پورا کر کے اور پھر نجات پا جائیں گے - اب جبکہ وید کی اصلی تعلیم پیش کرنے کے لیے خدا کو پنڈت دیانند جی کا انتظار کرنا پڑا کہ وہ مکتی سے واپس آ جائیں اور لوگوں کو وید کی تاویلات سنائیں اس سے پہلے لاکھوں سال تک دنیا بے ہدایتی رہی - اور خدا نے کسی پرش کے ذریعہ سے نہ بتایا کہ بھاشیہ اگنی - وایو وغیرہ سے عناصر مراد نہیں بلکہ تم پوجا کرتے ہو بلکہ اس سے مراد خدا ہے - دنیا گمراہی کے سمندر میں ڈوب گئی - مگر خدا نے کسی شخص کے ذریعہ سے یہ بات نہ بتائی اسلیے کہ کوئی شخص نجات سے واپس شدہ نہ تھا - مکتی سے واپس شدہ شخص کے انتظار کے بغیر وہ ایسا کسطرح کر سکتا - اب جبکہ وید کی اصلی تعلیم پیش کرنے کے لیے پنڈت دیانند جی کے نجات سے واپس جانے کا انتظار کیا گیا تو یہ اظہر من الشمس ہے کہ اگر کروڑہا کلپ تک کوئی شخص بھی نجات سے واپس شدہ ایشور کو نہ ملے تو ہرگز ہرگز وید کا نزول کسی پر نہیں کر سکتا - اور دنیا ابد الآباد تک بے ہدایت رہ سکتی ہے فتفکروا یا اولی الالباب +

خریداران الحکم کی خدمت میں

جنکے ذمہ سنہ ۱۹۰۲ء کا بقایا ہے یا جنہوں نے سنہ ۱۹۰۲ء کی قیمت نہیں بھیجی ہم وی پی ارسال کرتے ہیں ہم کو قدر دان اور یہی خادمان الحکم ضرور وصول کر کے ہماری مالی مشکلات کے دور کرنے میں معاون ہوں - لہٰذا سب احباب وی پی لینے کے لیے طیار رہیں - اور وصولی میں پہلو تہی نہ کریں - پس وہ بیشک اللہ مانیں کہ اسمیں کارخانہ کا نقصان ہے + والسلام

مینیجر

+ عجب کہ وید کے نزول کے بعد پھر کسی دوسرے شخص کے اعمال والہام کے نزول کے قابل نہیں ہوتے

ملفوظات احمدیہ

۳۰ر جون سنہ ۱۹۰۳ء

فرمایا۔ صدقہ۔ صدق سے لیا گیا ہے جب کوئی شخص خدا کی راہ میں صدقہ دیتا ہے تو معلوم ہوا کہ خدا سے صدق رکھتا ہے۔

دوسرا۔ دعا۔ دعا کے ساتھ قلب پر سوز و گداز اور رقت پیدا ہوتی ہے۔ دعا بھی ایک قربانی ہے۔ صدق اور دعا۔ اگر یہ دو باتیں میسر آجاویں تو اکسیر ہیں۔

فرمایا۔ تقدیر مبرم بھی دو قسم ہوتی ہے۔ حقیقی مبرم اور غیر حقیقی مبرم۔ غیر حقیقی مبرم وہ جو اصل میں تو مبرم نہیں مگر مبرم کی شکل میں واقع ہوتی ہے۔ بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ دعا کا کام جہاں ہوتا ہے۔ جیسے بہائے ہوجاتا ہے اور دعا کرنے کی ضرورت بھی نہیں پڑتی۔ کیونکہ خدا کے دو اسم ہیں۔ رحمٰن اور رحیم۔ رحمانیت میں محنت کشی اور مجاہدہ نہیں ہوتا۔ محض فضل ہوتا ہے۔ جیسے انبیاء بھیجے ہوتے۔ حکم دیتا اور نبوت عطا کی ہے۔

فرمایا۔ آج صبح کی نماز کے قریب یہ الہام ہوا تھا۔

خدا تیری ساری مرادیں پوری کردیگا

قریباً بیس برس ہوئے ہیں کہ مجھے رویا ہوا۔ کہ فرشتہ نے مجھے نان دیا اور کہا یہ تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کیلئے۔ ایک بار فرشتہ انگریز کی شکل میں بیس بائیس برس کی عمر کا آیا اور میرے سامنے منبر پر ہے۔ میں نے اس کو کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں۔ جواب دیا کہ۔

ہاں میں درشنی آدمی ہوں

اس سلسلہ کی بنیاد سے پہلے میں نے دیکھا جب مرزا صاحب فوت ہوئے ہیں۔ میں اصل مکان موجودہ سلطان احمد والے میں ایک دالان میں بیٹھا ہوں۔ مغربی کوٹھڑی سے ایک برقعہ پوش عورت نکلی اور مجھے کہنے لگی

میں اس گھر سے جانیکو تھی مگر تیرے واسطے رہ گئی ہوں

جوان عورت اگر خواب میں دیکھی جاوے تو اس سے مراد دنیا کے اقبال اور فتوحات ہوتے ہیں خواہ کسی قوم کی ہو۔

۱۰ر جولائی سنہ ۱۹۰۳ء

احاطۂ عدالت

فرمایا میں کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں تکالیف دیتا ہے اور جو لوگ خود خدا کیلئے دکھ اٹھاتے ہیں ان دونوں کو خدا تعالیٰ آخرت میں بدلہ دیگا۔ دنیا تو چلنے کا مقام ہے رہنے کا نہیں اگر کوئی شخص سارے سامان خوشی کے رکھتا ہے تو خوشی کا مقام نہیں یہ سب آرام اور رونق ختم ہونیوالے ہیں اور اس کے بعد ایک بڑا جہان آنیوالا ہے جو دائمی ہے۔ جو لوگ اس مختصر جہان میں انسانی بناوٹ میں فرق اور کمی بیشی دیکھکر دوسرے جنم کے گناہوں اور عملوں پر محمول کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں وہ یہ معلوم نہیں کرتے کہ آخرت کا ایک بڑا جنم آنیوالا ہے۔ اور جن کو خدا تعالیٰ نے پیدائش میں کوئی نقص عطا کیا ہے اور جن لوگوں نے اپنے آپ کو خود بخود خدا کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے دکھوں میں ڈالدیا ہے۔ ان دونوں کو آگے چلکر اس کا بدلہ ملیگا۔ یہ جہان تو تخم ریزی کا جہان ہے اور ایسے موقع حاصل کرنے کے واسطے ہے جنسے خدا راضی ہو۔

بعض لوگ اپنے عملوں سے خدا کو راضی کرتے ہیں اور بعض اپنے آپ کو تکالیف میں ڈال کر خدا کو راضی کرتے ہیں۔

ایک شخص کے دو خدمتگار ہیں۔ ایک کو وہ اپنے کام اور سفر پر روانہ کرتا ہے کہ جا اس کو سواری کی ملکیت اور نہ سایہ ہے بلکہ پیدل چلنا اور سخت گرمی اور دھوپ اور لو کا سامنا ہے مگر وہ جانتا ہے کہ جس کو جتنی تکلیف ہوگی اس کو اتنا ہی بدلہ اور عوض خدمت دیگا۔ پس پھر ان دونوں خدمتگاروں کو اپنے سفر پر کیا اعتراض ہے۔ اسیطرح لنگڑے۔ اندھے۔ اپاہج۔ غریب۔ فقیر وغیرہ لوگ جو خدا تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں۔ ان کو جلد اس آخری جہان میں چلکر بدلہ ملیگا ہو کیا ضرورت ہے کہ ہم گونا گون جنموں کی تجویز اور اس بڑے اور حقیقی جنم سے اعراض کریں جو کہ اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں وہ ثواب حاصل کرنے کو دیئے ہیں۔ جبکہ وہ رحم کرنے والا ہے تو کسی کو کسی طرح اور کسی کو کسیطرح بدلہ دیگا اور دیتا رہیگا۔ پس اپاہج اور اندھے وغیرہ کو اپنی ان نقائص خلقت کا بدلہ قیامت میں ملجاویگا۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص شاہی گھر میں پیدا ہوا ہے اور سارے سامان عیش و نشاط مہیا ہیں پر وہ باریک در باریک دکھوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہے۔ اور وہ شخص جو گدائی اور فقیری حیثیت میں بھیک مانگتا پھرتا ہے ایسے سکھوں میں ہو کر جو اس امیر زادے کو کبھی میسر نہیں پھر کیا کہیں دولت والے کو یہ حکم دیا ہے کہ اسے عیاشی کر بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ غریب بھائی کیطرح عبادت کر۔ بہر حال یہ دنیا چند روزہ ہے انسان کیا سمجھتا ہے کہ میری عمر مستقل ہے۔ جنم کی شکل بات کو قبول کرنا عقل کا

کام ہرگز نہیں۔ انسان جب پیدا ہوتا اور اپنی عمر طبعی پوری کر کے مرجاتا ہے تو کبھی کسی نے اس شخص کو اس جہان میں واپس آتے ہوئے نہیں دیکھا۔ مثلاً بڑے بڑے عالم اور فاضل مرجاتے ہیں۔ تو انہوں نے واپس آکر کبھی نہیں بتلایا کہ میں نے پہلے جنم میں فلاں علم حاصل کیا تھا۔ ہزاروں جنم پائے اور علم و عمل حاصل کرتا رہا مگر جب واپس آیا وہ پہلے علم و عمل ... ضائع ہوتے رہے۔ جسطرح وہ واپس آکر سب علوم بھلا دیتا بلکہ یہاں کا پہلا آنا بھی اسکو یاد نہیں رہتا تو وہ وہاں کیا یاد رکھیگا اور نجات کسطرح حاصل کریگا جو لوگ تناسخ کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ مکتی گیان سے ہوگی مگر کروڑ دفعہ کے جنم سے ایک حرف تک ان کو یاد نہیں رہتا۔ اور جب آتا ہے خالی ہاتھ ہی آتا ہے کچھ تو ساتھ ہووے۔ اگر کچھ بھی ساتھ نہیں لاتا تو گیان کیا ہوا۔ غرض جسطرح ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کے ہاتھ پاؤں سرد ہوگئے ہیں دم بند ہوگیا ہے آنکھیں پتھرا گئی ہیں اور روح رخصت ہوگیا ہے اسیطرح تم اس کے واپس آنیکا ثبوت پیش کرو تو ہم مان لیتے ہیں۔ واپس آنیکا ثبوت تو یہی تھا کہ اپنے کسی گیان کو ساتھ لے آتا۔ مگر یہ بیہودہ خیال ہے کہ وہ کسی گیان کو ساتھ لاوے بس بغیر ثبوت کہ ہم کیسے مان سکتے ہیں۔ برہمو لوگ اور بڑے بڑے پنڈت ہیں کہ اس جگہ سے رخصت ہوا تھا واپس آکر کچھ بھی یاد نہیں۔ جب وہاں جاکر سب کچھ بھول آتا ہے تو کسطرح معلوم ہو کہ دوسرا جنم لیکر آیا ہے اگر صرف اس کی کمی بیشی کو پورا کرنے کیواسطے جنم مانتے ہے تو ہم یوں کیوں نہ مانیں کہ جسطرح یہاں کی تکلیف اٹھاتا ہے اسیطرح وہ خدا تعالیٰ اس کو اعلیٰ سے اعلیٰ بدلہ عطا نہیں کرسکتا مثلاً دیانند مرگیا ہے اگر آجاوے تو ہم اس کو کسطرح شناخت کرسکیں گے کہ ستیارتھ پرکاش یا وید کا کچھ حصہ ہمیں پڑھ کر سنا دیو۔ پڑتا ہوا آدمی اگر بھینس کی شکل میں بھی آجاوے تو جانیں کہ وہ بھینس ہی طوطے کیطرح بولے۔ ہاں صوفیوں نے بھی یہ لکھا ہے۔ ع

ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام
ہفتصد ہفتاد قالب دیدہ ام

مگر اس کے کچھ اور معنے ہیں یعنے جب انسان خدا تعالیٰ کی طرف ترقی کرنے لگتا ہے تو پہلو اس کی حالت بہت ابتر ہوتی ہے جسطرح ایک بچہ کہ جب پیدا ہوا ہے تو اس میں صرف دودھ چوسنے ہی کی طاقت ہوتی ہے اور کچھ نہیں۔ پھر جب غذا کھانے لگتا ہے تو آہستہ آہستہ۔ غصہ۔ کینہ۔ خود پسندی۔ نخوت۔ علیٰ ہذا القیاس سب باتیں اسمیں ترقی کرتی جاتی ہیں اور دن بدن جوں جوں اسکی غذا الحیث

بڑھتی جاتی ہے شہوات اور طرح طرح کے اخلاق رذیلہ اور اخلاق فاضلہ زور پکڑتے جاتے ہیں اور اسیطرح ایک وقت پر پہنچے ہوئے کمال انسانی پر جا پہونچتا ہے اور یہی اوس کے جسمانی جنم ہوتے ہیں۔ یعنے کبھی کتے کبھی سور کبھی بندر کبھی گائے کبھی شیر وغیرہ جانوروں کے اخلاق اور صفات اپنے اندر پیدا کرتا جاتا ہے۔ گویا کل مخلوقات الارض کی خاصیت اوس کے اندر ہوتی جاتی ہے اسیطرح جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ سلوک کا راستہ جاتیگا تو یہ ساری خاصیتیں اس کو طے کرنی پڑینگی اور یہی تناسخ اصفیا نے مانا ہے اور اس کا اسلام اور اون کا قرآن بھی اقراری ہے۔ خاکی تناسخ ہنود میں بھی تھا مگر بے علمی سے دھوکہ لگ گیا اور سمجھ الٹی ہوگئی۔

مگر دنیا میں جب بات کو کوئی شخص ان پٹھ کر وہ اس کو چھوڑ نہیں سکتا ورنہ یہ ہونا چاہئیے تھا کہ راستی کو دریافت کرکے ناراستی کو چھوڑ دیتے۔ مگر یہاں ضد۔ تعصب اور ہٹ دہرم اٹھنے نہیں دیتی۔

مکھیاں شہد بناتیں۔ ریشم کا کیڑا ریشم بناتا موتی کا کیڑا موتی بناتا۔ بیل گھوڑے گائے جونک وغیرہ ہر ایک چیز انسان کیواسطے فائدہ مند ہے اگر سب چیزیں اتفاقی ہیں اور خدا تعالیٰ نے حکمت سے پیدا نہیں کیں تو پھر ایک وقت پر اپنا جنم پورا کرکے کل کو مکھیاں کل گھوڑے وغیرہ سب جانور انسان بن جانے چاہئیں۔ تو پھر یہ چیزیں اور نعمتیں ایک دنیا سے نابود ہوجانی چاہئیں۔ مگر جب تک انسان موجود ہے ان چیزوں کی اشد ضرورت ہے۔ پانی اور ہوا میں بھی کیڑے ہیں پھلوں اور اناجوں میں بھی کیڑے ہیں جنکے بغیر انسان کبھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ پس یا تو تناسخ مانو۔ یا خدا کی حکمت مانو۔ مگر چونکہ انسان کا ان چیزوں کے سوائے گذارہ ہرگز نہیں ہوسکتا ہے معلوم ہوا کہ یہ ساری پیدائش حکمت الٰہی پر مبنی ہے۔ والسلام۔

اطلاع ضروری

مقدمات کی تاریخیں بکثرت اس انداز سے پڑتی ہیں کہ گورداسپور کا قیام دن بدن بڑھتا جاتا ہے اگرچہ جناب مجسٹریٹ صاحب بہادر جنکی عدالت میں مقدمات دائر ہیں بجائے خود بہت کوشش کرتے ہیں کہ جسقدر جلد ممکن ہو مقدمات ختم ہوجائیں کیونکہ بہت پرانے ہوچکے ہیں اور اسی لئے وہ تاریخوں کے مقرر کرنے میں بہت بڑی احتیاط فرماتے ہیں لیکن چونکہ آپ افسر خزانہ بھی ہیں اور خزانہ کا کام بہت کثرت سے رہتا ہے۔ بعض ایام میں بجز التوائے تاریخ دوسرا کام ہمارے مقدمات کا نہیں ہوسکتا۔ اگر یہ پیچ کر عموماً ۲ ساڑھے دن گورداسپور کے احاطہ کچہری میں بیکار اور منتظر آواز بیٹھے رہنا پڑتا ہے لیکن اس انتظار کے اوقات میں اخبار کیلئے مضمون لکھنا یا کوئی اور کام کرنا قریباً مشکل ہے اسی قسم کی وجوہات ہیں جو اخبار کے بے ترتیب شائع ہونے کا موجب ہورہے ہیں۔ آج کا اخبار ۲۴ر جون اور ۱۰ر جولائی سنہ ۱۹۰۳ء کے دو نمبروں کے قائمقام شائع ہوتا ہے۔ یہ ساری فروگذاشتیں ناظرین کی فیاضی کو اپیل کررہی ہیں اور ہم مجبور ہیں۔

سکہ کی ابتدا اسلام میں

دنیا میں وہ کون ہے جو اہیفن قرائی کی ناز آفرین اداؤن کا دل سے والا و شیدا یا اُس کی قدر و قیمت سے واقف نہیں ہے لیکن ایسے بہت کم لوگ ہیں جو اسکی ابتدا اسکی ترقی اور اس کے حالت موجودہ پر اسکی تاریخ سے واقف ہوں جسطرح پر کہ سکہ کی ابتدا ادر قدیم سلطنت لیڈیا میں جہان کے دولت مند بادشاہ قارون کا نام اہیفن قرائی کے عشق کے لحاظ سے آجتک ضرب المثل ہے ہوئی اور پھر یونانیوں اور رومیوں میں تدریجی ترقی پاکر تمام عالم میں پہیل گیا اور اس پر بحث کرنا تو اجب طوالت ہے کیونکہ اس وقت ہم صرف اسلامی سکہ کی ابتدا پر بحث کرنا چاہتے ہیں ابتدا میں جبکہ جماعت انسانی کی ضرورتیں محدود ہوتی ہیں تبادلے کام چل جاتا ہے لیکن جب ترقی تمدن کے ساتھ مختلف افراد کی ضرورتوں میں مختلف طور پر ترقی ہوتی ہے تو کسی ایسی چیز کی ضرورت پیدا ہوتی ہے جو سب اشیا کی خرید و فروخت کے لئے ذریعہ تبادلہ بن سکے اور چونکہ ایسی شے کے مقبول عام ہونے کے لئے علاوہ دوسری صفات کے ضروری ہے کہ (۱) کمیاب ہو (۲) بدقت حاصل ہو سکتی ہو (۳) وزن کے اعتبار سے جسامت میں کم ہو۔ (۴) بطور خود بھی اُس کی قدر و قیمت ہو (۵) سخت ہو اس وجہ سے قدیم سے دنیا نے بالاتفاق فیصلہ کر دیا ہے کہ جیسی قابلیت چاندی اور سونے میں ذریعہ تبادلہ بننے کی ہے ویسی کسی دوسری شے میں نہیں ہے پس اسی وجہ سے یہ قیمتی دہاتیں عام اشیا کی خرید و فروخت میں استعمال ہونے لگیں۔ لیکن جب تجربہ سے ثابت ہوا کہ حرص و طمع ایسی چیز ہے کہ انسان کو دغا و فریب کی طرف مائل کرتی ہے اور رفتہ رفتہ ان دہاتوں تک بھی اس کا سلسلہ پہونچا تو کسی ایسی معیار کی ضرورت داعی ہوئی جس سے باسانی خالص و قلب میں تمیز ہو سکے اور چونکہ صنعت و حرفت اور تجارت و سلطنت سب کے کاروبار کے لئے کسی عام ذریعہ تبادلہ کی ضرورت تھی اس لئے سلطنت ہی نے اس کا اہتمام اپنے ہاتھ میں لیا اور ان دہاتوں کے مختلف ٹکڑوں پر اپنی خاص علامت ثبت و منقوش کرکے جاری کیا تاکہ ہر شخص کھرے کھوٹے میں تمیز کر سکے یہی ابتدا سکہ کے چلن کی ہے۔ عرب میں قدیم زمانہ میں کوئی ملکی سکہ رائج نہ تھا۔ بلکہ جس جس حصہ ملک پر جس سلطنت کا اثر تھا یا تجارتی تعلقات تھے اُسی کا سکہ وہان رائج تھا۔ جنوبی عرب میں جہان قدیم سے یمنی تمدن پہیلا ہوا تھا حمیری سکہ رائج تھے اور وسط عرب میں جو سلطنت ایران کے زیر اثر تھا ساسانی سکون کا رواج تھا۔ اور شمال میں جہان رومی سلطنت کا سایہ پڑا تہا رومی درہم و دینار عام طور پر مروج تھے۔ جب ہمارے ہادی برحق نے جزیرہ نمائے عرب میں کلمۂ حق کا اعلان کرکے اسلام کی تبلیغ کی تو جس زمانہ تک کہ اسلام کے بیرونی تعلقات قائم نہ ہوئے تھے وہی قدیم سکے رائج رہے لیکن جب کہ اسلام نے دوسرے ممالک کو روشن کیا اور روز بروز تمدنی ضرورتون اور تجارتی وسعت کے لحاظ سے پردیسی سکون کی تعداد جو قدیم زمانہ میں اہل عرب کی محدود ضرورتون کیلئے کافی تھی ناکافی ثابت ہوئی تو جس طرح پر کہ دوسرے مفید انتظامات کی بنیاد امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک زمانہ میں پڑی تھی۔ اسیطرح سکہ کو بھی پہلی دفعہ ممالک اسلامیہ میں ضرب ہونے کی عزت اسی مبارک عہد میں ۱۸ھ میں حاصل ہوئی لیکن چونکہ طبیعت انسانی کا خاصہ ہے کہ جن اشیا سے مانوس ہو جاتی ہے اُس کو بہت ہی مشکل سے ترک کرتی ہے اور گو سمجہدار لوگ علم و عقل کے رو سے خاصہ طبیعت کو روک بھی لیتے ہیں مگر جاہل و نادان لوگ تو اس کے ہاتہ میں بالکل بےبس ہوتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ سکہ ایسی چیز ہے جس کو جاہلوں اور عالموں دونوں بلکہ جاہلوں سے بیشتر اور عالموں سے کمتر سابقہ پڑتا ہے اس لئے اس کا بدلنا کچھ آسان کام نہیں ہے اور اگر ایسا قصد بھی کرتے ہیں تو بہت ہی تدریج اور آہستہ حصول مرام کی طرف قدم بڑھاتے ہیں۔ اسکے علاوہ یہ بھی ہے کہ اس وقت تک کہ صرف مسلمانوں ہی میں دین محدود نہ تہا۔ بلکہ تجارتی کاروبار کی ضرورتوں نے دوسری قوموں سے تعلقات قائم رکھنے پر بھی مجبور کیا تہا۔ اور اس لئے خالص اسلامی سکہ کی اجرا کے لئے استحکام سلطنت مقدم تہا یہی وجہ تھی کہ ابتدا میں سکہ جب ضرب کیا گیا ہے تو نہ اس کا نام یا وزن بدلا گیا اور نہ صورت و ہیئت چنانچہ جو سکہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مضروب ہوئے تھے وہ درہم و دینار رومی لفظ دینار ریس دیناریس اور درہم لفظ درخیم اور فلس لفظ فالس سے نکلا ہے اور اسیطرح ہیئت کے اعتبار سے رومی اور ایرانی تھے قائم کئے گئے صرف اُن پر نام یا کوئی برکت کا کلمہ عربی زبان کا بڑہا دیا گیا تھا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ کا کوئی سکہ ہماری نظر سے نہیں گذرا لیکن ایڈورڈ ٹامس نے بعض ساسانی سکون کی تصویرین دی ہیں انکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں نام بھی عربی زبان میں نہیں لکھے تھے بلکہ بنانے والے اور دارالضرب کا نام بھی دری زبان میں لکھا جاتا تہا۔ اور ان پر ایک طرف خسرو پرویز کی صورت اور دوسری طرف آتش قربان گاہ اور دو موبدون کی تصویر بنائی جاتی تھی۔ سب سے زیادہ اہم

ك ۔ القریلاى

قسم کے سکے زیادہ ابن امیہ کے زمانے کے پائے جاتے ہیں جبکہ وہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے بصرہ کا گورنر تہا۔ اس کے بعد جب عبداللہ ابن زبیر کا زمانہ آیا تو انہون نے اس وجہ سے کہ اکثر مختلف قیمتون اور عیار کے سکے رائج تھے اور ان کی وجہ سے عام طور پر کاروبار میں نہایت خرابی پڑتی تھی اس طرف توجہ فرمائی اور ان کے بھائی مصعب بن زبیر کے حکم سے حارث ابن عبداللہ ابن ربیعہ المخزومی نے ۶۷ھ میں سکہ بنانے شروع کئے۔ مگر یہ سکے بھی بالکل ایرانی وضع کے تھے۔ صرف اتنا فرق تھا کہ ایک طرف الفاظ "برکت اللہ" اور دوسری طرف "اللہ" اور بڑھا دیے جاتے تھے لیکن چونکہ عبداللہ ابن زبیر کا زمانہ خلافت مختصر چندروزہ تہا۔ اور یوسف بن حجاج کے ظالم گرز نے ہاتہون نے بہت ہی جلد اس کا خاتمہ کر دیا اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے زمانہ کے سکے زیادہ عرصہ تک مروج نہیں رہے۔ ابتدا میں ایرانی طرز کے سکون کے مضروب ہونے کی یہ وجہ تھی کہ دارالضرب قسطنطنیہ تو جاری تھی اس لئے ممالک شام وغیرہ میں سکون کی کمی ہوتی تھی۔ تو وہان سے پوری ہو جاتی تھی

تھی۔ مگر برخلاف اس کے دارالضرب ایران سلطنت کی تباہی کی وجہ سے بند ہوگئی تھی اور اس لئے وہاں سلطنت اسلامیہ ہی کو جدید سکہ بنانے پڑے غرضیکہ عبداللہ بن زبیر کے زمانہ تک سکون کی وہی قدیم شان قائم رہی۔ لیکن جب خلیفہ عبدالملک بن مروان نے یوسف بن حجاج کی سختی اور تدبیر ملکی کی بدولت ممالک اسلامیہ کو اندرونی بغاوتون اور فتنون سے پاک کیا تو خلافت اسلامیہ کی سطوت و جبروت میں یہانتک ترقی ہوئی کہ اُس نے قرامین کی پیشانی سے تثلیثی طغرا کو نکالکر توحیدی طغرا قائم کیا۔ اس پر جبشی نہیں وہ قیصر روم اپنے زعم قدیم کے بےاختیار کرچانے سے مایوس ہوکر یہ دہمکی دی کہ میں اپنے سکہ میں نعوذ باللہ تمہارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام کو ساتھ ایسے منقوش کر دونگا جو تم کو نہایت ناگوار گذرینگے اور چونکہ ہمارا سکہ عالمگیر ہے اس لئے ساری دنیائے اسلام میں آسانی سے پہیل جائیگا یا یہ ہو جیسا کہ ابن خلدون نے بیان کیا ہے کہ قیصر روم نے ان خطوط کی پیشانی پر جو اس کے پاس خلیفۂ اسلام کے یہاں سے آتے تھے قل ہو اللہ احد اور آنحضرت صلعم کا نام نامی دیکھکر پیچ و تاب کہایا اور ایسی دہمکی دی۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب سلطنت بنی امیہ دمشق میں قائم ہوئی تو انہون نے رومیون کے تثلیثی طغرا اور کو محض علامات حکومت و سلطنت سمجہکر اختیار کر لیا اور گو بعد میں اُس کے معنی سمجہ بھی گئے۔ لیکن چونکہ اندرونی بغاوتوں اور آئے دن کے فسادون کی وجہ سے اتنی قوت نہ تھی کہ رومی غیظ و غضب کا مقابلہ کر سکتے اس لئے انہوں نے اُنکو نہیں بدلا لیکن جب عبدالملک کے زمانہ میں سلطنت کی بنیاد قوی ہوگئی تو اُس نے پہلی ہی مرتبہ پر اس غلط طریقہ کو بدلا۔ ہاجو قیصر روم کو نہایت ناگوار گذرا۔ لیکن چونکہ اسکی رعایا کی مستعفانہ بغاوتون نے جیسا کہ گبن نے لکھا ہے جلد اس کا خاتمہ کر دیا اس لئے اُس سے کوئی بد نتیجہ پیدا نہیں ہوا۔ اصل یہ ہے کہ اگر قیصر روم دہمکی نہ بھی دیتا تو تمدنی ضرورتین خود اس امر پر مجبور کرتین کہ ممالک اسلامیہ میں سکہ بنایا جائے کیونکہ اس زمانہ میں ممالک محروسہ کے حدود ایکطرف تو سرحد چین سے ملے ہوئے تھے اور دوسری طرف خلیج بسکے سے ٹکرا رہے تھے پس گویا قیصر روم کا دہمکی دینا بارود میں شتابہ ہو گیا اور عبدالملک بن مروان نے خالد بن یزید بن معاویہ کے اسلامی مشورہ سے جن کو بوجہ علم و فضل اور دانش و فرہنگ کے حکیم بنی امیہ کا معزز خطاب دیا گیا ہے ۷۴ھ میں اسلامی سکہ بنانا شروع کیا۔ مختلف تاریخون کے دیکھنے سے ایک عجیب اختلاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ بعض مورخین نے لکھا ہے ۷۶ھ میں سکہ ضرب ہوا اور اکثر کا اس پر اتفاق ہے۔ جیسا کہ ہم نے بھی لکھا ہے کہ ۷۴ھ میں سکہ کا رواج ہوا لیکن اگر خود سکون کو علامہ مقریزی کی بیان سے مقابلہ کرکے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں جو سکہ عبدالملک نے بنوایا تہا اس میں بڑی حد تک رومی شان قائم رکھی گئی تھی یعنی اس میں عبدالملک نے خود اپنی تصویر بنائی تھی جسکی کمر سے تلوار لٹکتی تھی۔ اب ہم چند قدیمی سکون کی تفصیل بتاتے ہیں

(۱) طرف اول۔ رومی طرز کی صورت سر پر تاج اس پر صلیب سیدھی ہاتہ میں ایک کرہ اس پر صلیب اور اسکی داہنی طرف لفظ "بحمص" عربی خط میں اور بائیں طرف یونانی لفظ (K[illegible]) ۔ طرف ثانی۔ صرف (M) اس پر ایک ستارہ اور دو دائرہ اور حاشیہ پر یونانی ([illegible]) اور اس کے نیچے عربی لفظ "طیب"۔

(۲) طرف اول۔ رومی طرز کی صورت جسم سیدھا استادہ پر کرا اور تہا جا بر چہا لئے ہوئے دوسرے ہاتھ میں ایک کرہ جس پر صلیب چڑہی ہوئی بائیں طرف "بسم اللہ" سیدھی طرف "د ہ ن"۔ طرف ثانی (M) اس پر صلیب حاشیہ میں ([illegible]) اس کے نیچے "طیب"

(۳) طرف اول دو قدآدم صورتیں ہر ایک کے ہاتہ میں عصائے شاہی جس پر صلیب لگی ہوئی اور ان صورتوں کے بیچ میں "محمد رسول اللہ" اور حاشیہ پر "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ"

(۴) طرف اول قدآدم صورت بال بڑہے ہوئے اور ایکطرف کمر سے تلوار لٹکتی ہوئی حاشیہ پر "محمد رسول اللہ" طرف ثانی (M) حاشیہ پر "بایلیا فلسطین"

(۵) طرف اول۔ صورت نصف جسم چہرہ سامنے اور بال لمبے حاشیہ پر "لا الہ الا اللہ" طرف ثانی شاہو

(۶) طرف اول کہڑی صورت جو غور سے ہوئے ہاتہ سینہ تک اٹہا ہوا اس کے ہاتہ میں تلوار کا غلاف جو کمر کے نشانی ہو اور حاشیہ پر خط کوفی میں "بعبداللہ عبدالملک امیر المومنین" لکھا ہوا۔ طرف ثانی ایکم ہوا ہے جسکا سرا چار سیڑہیوں پر قایم ہے اس کو سیدہی طرف "لیقتدرین" اور بائیں طرف "وف" حاشیہ پر "لا الہ الا اللہ وحدہ محمد رسول اللہ" ۔ د ۷ ادینار طلائی۔ طرف اول وسط میں "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ" حاشیہ پر "محمد رسول اللہ"

مین برابر اضافہ ہوتا جائیگا۔ ان شیاطین کی خانگی تشکیلین اور اندرونی حالت بھی مفصل طور پر ظاہر کی گئی ہے۔ انکے اجسام خالی نہین ہین بلکہ وہ کسیقدر روحانیت رکھتے ہین یا روحانی اجسام کے مشابہ ہین۔ جان واٹر نے کئی ہزار صفحہ کی کتاب اسی بیان مین لکھی ہے جس مین یہ ظاہر کیا ہو کہ دنیا شیاطین کا مسکن ہے وہ لکھتا ہے کہ بہشت سے نکلے ہوئے شیاطین مین سے جنگی رعایا کی تعداد ... پانچ ہزار تو چھبیس ہے۔ شیاطین کی شکل عام طور پر بکرے سے مشابہ ہے دو سینگ ہوتے ہین اور دو پیچھے کو مڑے ہوئے۔ کبھی وہ بندر کی صورت مین بھی ظاہر ہوتا ہے۔ ایک نے شیطان کو مکڑی کی صورت مین دیکھا تھا اس کا یہ بھی بیان ہے کہ شیطان سوائے فاختہ اور بھیڑ کے ہر جانور کی شکل مین حلول کر سکتا ہے افریقہ والون کا شیطان سفید رنگ کا ہوتا ہے اور اہل یورپ کا شیطان سیاہ رنگ کا۔ بوڑھا شیطان سانپ ہے جس نے حضرت آدم کو بہکا کر جنت سے نکالا تھا اسکی اس دنیا مین حکومت ہے اور وہی اس کا مطلق العنان حکمران ہے ہوا اور تاریکی پر بھی اسی کا قبضہ ہے۔

لیوسیفر نے شیطان کی شکل اژدہے کی بنائی ہے اور اس کے سر پر سات تاج۔ دس سینگ اور بڑی لمبی چوڑی دم بیان کی ہے اس کے دو ... مستحکام کرنیوالی مین ایک ان ... سمندر ہے جس ... آقا سے زیادہ مین تاج مین اژدہے کی صورت مین ظہور کرتا ہے اس کے پیر ریچھ کے اور منہ شیر کی ہوتی ہے۔ دوسرا ... زمین ہے۔ جو پانی کے نام سے مشہور ہے اس کے صرف دو سینگ ہوتے ہین۔

اسکے بعد لیوسیفر نے جنات کا بیان کیا ہے اور ان کی تقسیم کرکے لکھتا ہے کہ جنات بھی مین فرشتے ... ایک کو دوسرے پر فضیلت ہے۔ اس کے سوا جنات کا ایک گروہ سمندر مین رہتا ہے جو ہمیشہ جہازون کی تباہی کا باعث ہوتا ہے انہی جنات مین وہ گروہ بھی ہے جو ہمیشہ لوگون کی بستیان کھودنے۔ کسی کا مال غائب کرنے مین لگا رہتا ہے بعض جنات مین ایسے بھی ہین جو لوگون کو پوشیدہ خزاین کا پتا بتا دیتے ہین۔

ڈاکٹر تومیس ڈی ہولن جو ۱۸۷۰ء مین آکسفورڈ یونیورسٹی کا پروفیسر تھا لکھتا ہے کہ مین ... مقدس ... کہتا ہون کہ حضرت آدم سے لیکے ہمارے وقت تک ... مین ہوا ایک شکل یہ شکل دوزخ کے عذاب ہو جائیگی پروفیسر مذکور کا یہ عام اصول ہے کہ کل دنیا جہنمی ... کہتا ہے کہ سات اور بارہ برس کی عمر کے بچے جنت مین جائینگے اور باقی سب جہنمی ہین جتنی اس دنیا کی آبادی ہے وہ سب جہنمی ہے۔

عام طور پر دوزخ کے بارے جتنے قصے گھڑے گئے ہین سب کے نیچے حقیقت مین جنات رکھے جائینگے اور یہ کسی درجہ مین ان جہنمیون کی مدد بھی داخل ہوگی جنکا اجسام قیامت کے بعد اس مین ڈالا جائیگا۔

دوزخ کو دوسرے درجہ کی آتش ... جہان آگ ہمیشہ روشن رہتی ہے مگر کبھی کبھی اسکی تپش کم بھی ہو جاتی ہے تیسرے درجہ مین وہ بچے ہونگے جو بپتسمہ لینے سے پہلے مر گئے ہین۔ چوتھے درجہ مین بڑی عمر کے لوگ داخل کئے جائینگے۔

تیسرے درجہ مین دوزخیون کی اتنی کثرت ہوگی کہ تل رکھنے کو جگہ نہین ملیگی۔ یہ بیان کیا ہو کہ انسانی آبادی کو ۱/۴ کی تعداد ان بچون کی شمار کرنی چاہیئے جو بغیر بپتسمہ کے فوت ہو گئے۔

پادریون کا بڑا گروہ اس طرف گیا ہو کہ قوی اور دولتمندون کیلئے نہین بلکہ محض غریبون اور غلامون کیلئے دوزخ بنائی گئی ہے۔ وہ کہتے ہین کہ ... کوئی چیز نہین ... اسکی حقارت کرتے ہین دوزخ مثل کوٹھری کے سمجھے جانے کے ہو جو بے جرم غریب کبھی کو قید کر لیتا ہے۔

مسٹر گرنیل ... جانورون کی کہانیون کی ایک کتاب لکھی ہے جسمین دوزخ پر ... کرتے ہین۔ ... کہتا ہے کہ ... مشکل یہ مقصود ہون اگر کوئی شخص ایسے بچے ... ہو تو ... طرف قدم بڑھا کو ... لومڑی کہتی ہے ... بھیڑیا کہتا ہے کہ مین گوالہ پر اس لئے حملہ کرتا ہون کہ بھیڑ کو اس کی تہمت سے نجات دون بندر کہتا ہے ... مین ... ایک دن مین بہت ... ایک بستی مین جا نکلا وہان مین نے چار راہبون کی بحث ... پھر وہ کہتا ہے کہ اصل مطلب یہ ہے جب تمہین طبیب کسی ایسی چیز کو کہاتے دیکھیگا کہ وہ تمہین جسمانی قوت پہنچاتی ہے تو وہ نکل جاویگا ... یہ زہر ہلاہل ہے جب تمہین خدا نیک اعمال کرتے دیکھتا ہو جو تمہارے روحانی مرض کا باعث ہین تو وہ کہیگا کہ تم جہنمی ہو۔ فقط

یہانتک ہم نے عیسائیون کے پیشواؤن کی کتابون سے دوزخ کا بیان انتخاب کیا ہو جو ... برس تک یورپ مین مروج رہین اور اب بھی مذہبی آدمیون مین ان کی یہی کیفیت ہے۔ ان تمام بیانات کو غور سے پڑھکر تخیل ہی کے طور پر کوئی شخص ایک سچا نقشہ عذاب دوزخ کا نہین کھینچ سکتا۔

یہان ... کیلئے ایک طبقہ دوزخ تجویز کیا گیا ہو وہان پادریون کی سنگدلی اور بے رحمی کا پورا اندازہ ہو سکتا ہے۔ ہم اس بات پر زیادہ بحث نہین کرتے صرف اسقدر لکھنا کافی ہو کہ جو کچھ بیان ہوا ہے اس مین ایک عجیب بات یہ پائی جاتی ہے کہ ہم اسکی کوئی تاویل نہین کر سکتے خاص خاص لوگون کا نام لیکر ... دوزخیون مین شمار کرنا ایک ... تعجب کے ساتھ افسوس ہوتا ہے کہ مذہب مسیحی کی بااخلاق اور صریح اور علانیہ نیکی کو ... معلوم ہوتی ہے ... دیتے ہین تاکہ انہین عیسائیون اور مسلمانون کی دوزخ کا مقابلہ کرنے مین لطف حاصل ہو۔

(از ... گزٹ)

ہندوستان کے ڈاکخانجات کی بعض عجیب باتین

صیغہ ڈاکخانجات کی کارروائیان ہمیشہ پرلطف دلچسپی ہوتی ہین۔ اس مختصر مضمون مین ہم ... واقعات اور اعداد شمار قلمرو ہند کے ڈاکخانجات کی بابت لکھے جاتے ہین۔ صرف ... ڈاک خانون کی کیفیت ہی ظاہر نہین ہوتی بلکہ اس صیغہ کی بعض حیرت انگیز باتین معلوم ہوتی ہین ... ڈاکخانہ تاجرون کیواسطے روپیہ اور خبر فراہم کرتا ہے زندگی کا بیمہ کرتا ہے زمین فروخت کرتا ہے اور بہت سے دوسرے معمولی کام کرتا ہے۔

دنیا مین ڈاکخانے کے سوا کوئی اور دوسری چیز نہین ہے۔ جس سے تمام لوگون کا تعلق یکسان ہو۔ ہم غیر ممالک سے تعلقات مین شرح حاصل برابر رکھتے ہین۔ ... سلطنتون سے ہی بارہا جنگ و جدال کی نوبت پہنچی ہے۔ تجارت اور بیوپار مین مخاصمت کے لئے ایک سو ایک اسباب موجود ہین۔ الغرض مذہب مین بھی یہ خوبی نہین ہے کہ جبر سے نزاع اور مخالفت کی بدولت شمشیر بیلاف مین رہے۔ لیکن ڈاکخانجات مین نقائص مذکورہ بالا مین سے ایک بھی نہین ہے۔ اور یہی وہ عام تعلق ہے جس نے تمام دنیا مین ایک رشتہ اتحاد قائم کر رکھا ہے۔ ستر سال ہے گذرے ہین۔ اس وقت ہندوستان کے ڈاکخانے تکلیف و دقت کی مجسم شکل تھے۔ اس صیغہ کو باہمی تعلقات اور اطلاع ہی کا سلسلہ منقطع نظر آتا تھا مگر آج وہ کیفیت ہے کہ تمام دنیا مین ڈاکخانون کا انتظام ایسی خوبی سے نہین ہے جیسا ہندوستان مین ہے۔ قدیم زمانے کے انتظام مین ترقی کی بابت کچھ ... تھا۔ چونکہ بمبئی سے اور کلکتہ تک چٹھی کا محصول (ان کلکتہ اس وقت مین دارالخلافہ تھا) تیرہ آنے تھا۔ اور کلکتہ سے بمبئی تک چٹھی پندرہ دن مین آتی تھی۔ خود بمبئی احاطے کے اندر اخبار روانہ کرنے کو چار آنے صرف ہوتے تھے۔ اور اگر مدراس بھیجنا ہوتا۔ جو اس وقت ایک گمنام احاطہ تھا تو آٹھ آنہ زائد ... دینے پڑتے تھے۔ اور آج کل کیا کیفیت ہے ایک زبردست ہاتھ ... مین اس سرے سے اس سرے تک ہر دم رسل رسائل جاری رکھتا ہے۔ کہ ... ہر روز اور ہر گھنٹہ مین ڈاک تقسیم ہو کر ایک دوسرے کے حالات معلوم ہوتے ہین۔ ایک مقررہ وقفہ کے بعد بیرونی دنیا کی برابر خبر ملتی ہے۔ مگر یہی اعداد کے زبانی پڑھنے مین صرف ایک ... کیفیت معلوم ہوتی ہے لیکن ... کے ساتھ

جا سکتا ہے کہ ذیل کے واقعات۔ جو ڈاکخانجات ہند کے گزشتہ سال کی روئداد سے لئے گئے ہین جو ڈائرکٹر جنرل کے دفتر کی لکھی ہوئی ہے بہت دلچسپ حالات ثابت ہونگے۔ بادی النظر مین یہ بات پڑھنے سے دل افسردگی ہوگی کہ ہر ایک (۱۲۹) مربع میل مین ایک ڈاکخانہ ہے لیکن چونکہ ہندوستان ایک وسیع براعظم ہے اور بہت سے مقامات پر شیر لنگور اور ریچھ رہتے ہین۔ تاہم ڈاکخانہ آہستہ آہستہ لیکن یقینی طور سے تہذیب کے فوائد پھیلا رہا ہے۔ اور یہ اعداد مین جس کی ابتدا اور روئداد سال گزشتہ سے سمجھنا چاہئے۔ اس نے اس مرتبہ کو چارون طرف گھیر کے تین مربع میل فی ڈاکخانہ گرد یا ہے۔

ہندوستان کی آبادی (۲۸۵۲۵۵۰۲) ہے جن مین سے صرف (۱۲۰۴۴۹۳) گزشتہ مردم شماری کی رپورٹ کے بموجب لکھ پڑھ سکتے ہین کل رقبہ (۱۵۱۲۴۹) مربع میل ہے اور کل ڈاک خانجات (۱۹۸۷۱) یعنی (۱۰۰۵) اشخاص کیلئے ایک ڈاکخانہ ہے۔

اس وسیع رقبہ پر رسل رسائل کا سلسلہ یا تو ریلوے کے ذریعہ جاری ہے جو (۲۰۸۹۵) میل پر پھیلی ہوئی ہے۔ یا سٹیمرون کے ذریعے جن کا گشت (۱۳۳۴۷) میل پر رہتا ہے۔ یا گھوڑا گاڑیون کے ذریعہ جن کی آمد و رفت (۲۳۰۶۳) میل پر ہے یا ہرکارہ اور کشتیون کے ذریعہ جن کی دوڑ (۸۲۳۴۴) میل پر رہتی ہے۔ نمونے کے طور پر ایک ہرکارہ کی کیفیت ایک تصویر مین دکھائی گئی ہے جس مین اسکی خوبصورت تصویر کھینچی ہے وہ نیا ہی وفادار اور محنتی ہے۔ علاوہ منی آرڈرون کے جن کا حال علیحدہ لکھا جائیگا ہندوستانی ڈاکخانون نے سال بھر مین (۹۰۲۰۷۴۲) چیزین اپنی معرفت پہنچائین اس سے خواندہ آبادی مین فی کس ۲۶ ... اوسط نکلتا ہے تعلیمی اعزازین کو کسی قدر مناسبت ڈاکخانہ کو حاصل ہوگی۔ جبکہ اس کے بیشمار تہذیب پھیلانے والے کارندے اس وسیع مملکت مین کام کر رہے ہین ... اضلاع ... کا تبادلہ ہوتا ہے اسکی تعداد ۷۶ لاکھ ۳۲ ہزار ۹۳۴ ... اور ممالک غیر سے (۲۹۶۰۶۰۲) ہے۔

ان خطوط کی ایک بڑی تعداد کلکتہ کے صدر ڈاکخانے کے ہاتھ مین سے نکل کر روانہ ہوتی ہے وہ شاندار عمارت ہے جسکی خوبصورتی قلعہ عظمت کے آگے سینٹ پال گرجہ کی عمارت ہیچ ہے رنگون ... بمبئی کا صدر ڈاکخانہ بہت نفیس اور دلفریب عمارت ہے لیکن نمونہ مشرقی طرز کا ہے۔

تمام سال مین (۵۷۷۷۳۰۶۰) چیزین مختلف ڈیڈ لیٹر آفسون مین پہنچین جن مین (۳۰۵۹۲۸۲) کامیابی کے ساتھ مکتوب الیہم کو پہنچا دی گئین۔ دوسرا ... (۳۱۱۹۰۰) فرمیندون کو واپس دی گئین۔ خود ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک واقعہ کا اظہار

برائے خدا اسے ضرور پڑھو

لاہور کے پیسہ اخبار میں مصالحت کے متعلق اول ایک نوٹ چھپا تھا اور ایسا ہی جہلم وغیرہ میں بعض غلط واقعات مصالحت کے متعلق بیان کئے گئے ہیں۔ اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان مقدمات میں مصالحت کی اصل واقعات کو شائع کر دیا جاوے۔ ایڈیٹر

گورداسپور کی عدالت میں ایک مقدمہ مولوی کرم دین مستغیث کی طرف سے اس راقم پر دائر ہے اور ایک مقدمہ میری ایک مرید یعنی شیخ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم کی طرف سے مولوی مذکور پر دائر ہے۔ اصل اور بنیاد ان مقدمات کی یہ ہے کہ ماہ جولائی و اگست سنہ ۱۹۰۲ء میں کرم دین کی طرف سے خطوط میرے نام اور میرے مرید حکیم فضل دین کے نام پہنچے۔ اور ان خطوط کے ذریعہ ہمیں اطلاع دی گئی کہ جو کتاب پیر مہر علیشاہ گولڑوی نے میری کتاب اعجاز المسیح کے رد میں لکھی ہے وہ دراصل اس میں پیر مذکور نے سارقانہ کارروائی کی ہے۔ اور ایک شخص مسمی محمد حسن فیضی متوفی کے نوٹوں کو چرا کر اپنی کتاب میں وہ نوٹ اپنے نام درج کر دیئے ہیں اس کے ثبوت میں مولوی کرم الدین نے وہ کارڈ بھی ہم کو بھیجا جو پیر مہر علی نے مولوی مذکور کے نام لکھ کر بھیجا تھا اور جس میں پیر مذکور نے محمد حسن کی نوٹوں کو اپنی کتاب میں درج کرنیکا اعتراف کیا۔

یہ خطوط مجھے اس وقت ملے جبکہ میں کتاب نزول المسیح لکھ رہا تھا۔ سو وہ خطوط میری کتاب نزول المسیح میں درج ہوئے۔ ایسا ہی ایڈیٹر الحکم اخبار نے بھی ان خطوط کی بنیاد پر ایک مضمون اپنے اخبار میں مع نقل خطوط درج کیا۔ اخبار الحکم کے جواب میں ایک مضمون مولوی کرم الدین کا سراج الاخبار جہلم مورخہ ۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء اور ایک قصیدہ مولوی مذکور کا سراج الاخبار مورخہ ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء میں شائع کیا جس میں اس نے یہ ظاہر کیا کہ یہ خطوط جعلی اور جھوٹے ہیں۔ اس میں یہ بھی لکھا کہ مرزا غلام احمد یعنی راقم کی ملہمیت کی آزمائش کے لئے ایسے دھوکا دیا۔ اور خلاف واقعہ خطوط لکھے اور لکھائے۔ اور ایک خام نویس طفل کے ہاتھ سے نوٹ لکھا کر انکو محمد حسن فیضی کے نوٹ ظاہر کئے۔ پھر اس دھوکے کے ذریعہ چند روپے بھی حاصل کئے۔ اور راقم مضمون نے صرف اسی پر اکتفا نہ کیا۔ بلکہ سراج الاخبار کے ان مضامین میں میری نسبت سخت الفاظ لکھ کر اور یہ شائع کیا کہ گویا میں بحیثیت ایک مامور من اللہ اور مسیح ہونے کے ایک کام کر رہا ہوں۔ یہ تمام کام میرا مکر و فریب ہے۔ اور گویا میں اپنے دعوے میں کذاب اور مفتری ہوں۔ پس چونکہ یہ تحریر اس کی میری ایک کثیر جماعت پر جو بجناب خدا تعالیٰ کے فضل سے دو لاکھ سے بھی زیادہ ہے بہت ہی برا اثر ڈالتی تھی۔ اور پبلک کی نگاہ میں مجھ کو جعلساز اور فریبی اور قوم کو دھوکہ دینے والا اور سخت بدچلن قرار دیتی تھی۔ اور اس بیجا حملہ سے ہزاروں آدمیوں کی روحانیت کا خون ہوتا تھا۔ اس لئے میں نے ایسے خطرناک حملہ کا دفعیہ ضروری سمجھا۔ سو اگرچہ شرعاً و قانوناً اس وقت میرا حق تھا کہ میں اپنی بریت ثابت کرانیکے لئے ازالہ حیثیت عرفی کا مدعی ہو کر عدالت کی طرف رجوع کرتا۔ لیکن میں نے صبر کیا اور منتظر رہا کہ مولوی کرم الدین خود اس مضمون کی تردید کرے۔ لیکن جب تین ماہ سے زیادہ گذر گئے اور اس نے کوئی تردید نہ کی تو میں نے اس حجت کو پورا کرنے کیلئے اسقدر کافی سمجھا کہ اپنی کتاب مواہب الرحمن میں جو کرم دین کے مضامین سے تین ماہ بعد شائع ہوئی اسقدر اشارہ کر دوں کہ یہ شخص جو مجھ پر یہ الزام لگانے والا ہے اور میری دروغگوئی ثابت کرتا ہے خود ہی کذاب اور کمینہ اور بہتان کا مرتکب ہے یہ الفاظ دراصل وہی تھے جن کا مصداق وہ خود اپنے آپکو سراج الاخبار میں کئی دفعہ ثابت کر چکا تھا۔ اور ان سے تھا کہ میں نے دھوکہ دیا۔ دغا دیا خلاف واقعہ خطوط لکھائے جعلی خطوط بنوائے اور جھوٹ کی تعلیم دی وغیرہ وغیرہ۔

مناسب تھا کہ یہ شخص خاموش رہتا مگر اس نے ایسا نہ کیا اور میرے پر ازالہ حیثیت عرفی کی نالش کر دی۔ اگر مولوی کرم دین بجائے ان بیجا تہمتوں اور الزاموں کے جو اس نے اپنے مضمون مندرجہ سراج الاخبار میں میرے پر لگائے اور خلاف واقعہ القاب مجھ پر چسپاں کئے مجھے جعلساز اور دغاباز ٹھہرایا میرے پر تلوار چلا کر کوئی عضو میرا کاٹ دیتا تو مجھے اس خدا کی قسم ہے جو میرے دل کو دیکھتا ہے کہ میں پھر بھی اسکو معاف کر دیتا۔ اور کسی کے کہنے کی مجھے حاجت نہ ہوتی کہ میں اس سے صلح کروں اور اس کا گناہ بخشدوں۔ لیکن اے ناظرین ہم لوگ صلح کیلئے خدا تعالیٰ کیطرف سے آئے ہیں اور ہم ان مشکلات کو جانتے ہیں کہ ایسے بیجا الزام جو پبلک پر برا اثر ڈالنے والے ہیں۔ وہ انکے نزدیک تعقب کے لائق ہوتے ہیں اور جب تک وہ الزام انکے سر سے پبلک کی نظر میں معدوم نہ ہولیں۔ تب تک وہ اس بات کو پسند نہیں کرسکتے کہ ایک گول مول مصالحت کر کے وہ داغ ہمیشہ کیلئے اپنے سر پر رکھیں۔ یوسف جو ایک نبی تھا اسپر ایک جھوٹا الزام اقدام زنا لگا کر اس کو قید کیا گیا اور پھر مدت کے بعد معافی دیگئی تو اس نے اس معافی کو قبول نہ کیا حالانکہ نائب السلطنت کا عہدہ بھی ملتا تھا۔ بلکہ صاف کہا کہ جبتک اس تہمت سے میری بریت نہ ہو میں زندان سے باہر قدم رکھنا نہیں چاہتا۔ اسیطرح اگر ایک دنیادار پر بھی ایک جھوٹا الزام دغا یا خیانت یا جعلسازی کا لگایا جاوے تو گول مول مصالحت پر راضی نہیں ہوتا۔ لیکن بعض خیر خواہان قوم نے اس بات پر زور دیا کہ فریقین میں مصالحت ہو جاوے۔ یہانتک کہ اس ضلع اور قسمت کے بعض نیکدل اور دور اندیش اعلیٰ افسران اور حکام نے بھی اپنی رضامندی اسپر ظاہر کی کہ میں اس مستغیث سے صلح کر لوں خود صاحب مجسٹریٹ نے بھی جنکی عدالت میں یہ مقدمہ ہے اپنی خیر خواہانہ عادت و نیک نیتی سے صلح پر پسندیدگی ظاہر فرمائی اس موقعہ پر منشی غلام حیدر خانصاحب تحصیلدار گورداسپور نے بھی جو بطور شہادت اس مقدمہ میں تشریف لائے تھے مصالحت کی کوشش کی۔

ان تمام بزرگوں کی ترغیب اور دلی خواہش نے مجھے اس غور و فکر میں ڈالا کہ اب صلح کیونکر ہو۔ آخر میں نے یہ جواب دیا کہ اگر مستغیث یعنی مولوی کرم الدین خدا تعالیٰ سے ڈر کر عدالت میں یہ اقرار کر دے کہ خطوط محولہ مقدمہ اور مضامین سراج الاخبار مورخہ ۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء و ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء اسی کے ہیں اور ہماری جعلسازی نہیں تو پھر میں اس کو صلح کر لونگا کیونکہ پبلک کے سامنے میری بریت کیلئے یہ اقرار کافی ہوگا اور مجھ سے الزام جعلسازی کا دور ہو جاویگا۔ لیکن مولوی کرم الدین نے اس بات کو نہ مانا۔ پھر صلح کیلئے یہ دوسری تجویز پیش ہوئی کہ مولوی کرم دین اور میری طرف سے دو تحریریں علیحدہ علیحدہ لکھی جاویں۔ میری طرف سے یہ ذکر ہو کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو الفاظ کذاب بہتان اور لئیم مولوی کرم الدین کے متعلق یقین کر کے لکھے ہیں کہ خطوط محولہ مقدمات اور مضامین مندرجہ سراج الاخبار ۶ و ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء مولوی کرم الدین کے ہیں۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو۔ اسیطرح کرم دین یہ تحریر پیش کرے کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خطوط محولہ مقدمات جو میری طرف سے ظاہر کئے گئے ہیں اور مضمون سراج الاخبار مندرجہ ۶ اکتوبر و ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء جو میرے نام پر اخبار میں شائع ہوئے ہیں میرے نہیں ہیں اور میں دعا کرتا ہوں کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو۔

یہ ہر دو مسودے منشی غلام حیدر خان صاحب نے اپنی قلم سے لکھے اور ان مسودوں کو جناب شیخ خدا بخش صاحب ڈسٹرکٹ جج گورداسپور کے پاس میرے وکیل خواجہ کمال الدین صاحب ہمراہ لیگئے کیونکہ شیخ صاحب موصوف نے ہمدردی قوم کی وجہ سے بہت سا حصہ اپنا قیمتی وقت اس مصالحت کی انجام دہی میں خرچ کیا اور کوشش بلیغ فرمائی۔ مصالحت کرانیوالوں نے مسودہ مجوزہ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ مسودہ اب کسیطرح قابل اعتراض نہیں البتہ اسمیں لفظ لعنت ثقیل ہے اسکو کسیطرح بدل دیا جاوے راقم نے اس پر رضامندی ظاہر کی اور بجائے لفظ لعنت کے مسودہ کی سطر میں حسب ذیل تجویز کر دی کہ میں اس مقدمہ کو انصاف کیلئے خدا تعالیٰ کی عدالت میں سپرد کرتا ہوں لیکن جب یہ مسودہ مولوی کرم دین کے پاس پیش کیا گیا تو اس نے منظور نہ کیا۔ اور یہ عذر کیا کہ میں قسم نہیں کھاتا کیونکہ عدالت میں بھی میرا حلفیہ ہو چکا تھا اور جب اسکو حلفیہ بیان کی مصدقہ نقل دکھلا کر اسکو کہا گیا کہ جب عدالت میں [illegible] چندو لال صاحب مجسٹریٹ حلفیہ بیان با اقرار صالح دیا گیا ہے کہ نہ یہ خطوط لکھے ہیں اور نہ سراج الاخبار کے مضامین میرے ہیں تو پھر وہی حلفیہ بیان اب دیا جاوے۔ اسپر مولوی موصوف نے کہا کہ وہ ایک مجبوری تھی ورنہ بلا ضرورت اسقدر قسم کھانا جائز نہیں۔ آخر جب قسم نہیں کھاتا تو آخر یہ تجویز ہوا کہ بجائے خدا کی قسم کے اقرار صالح لکھا جاوے۔ اس تجویز پر ذیل کا مسودہ تجویز کیا گیا کیونکہ پہلا بیان مولوی مذکور کا با اقرار صالح تھا:-

"میں اقرار صالح کرتا ہوں کہ جو اپنا بیان ہو خدا تعالیٰ کے حضور میں بیان کرتا ہوں کہ خطوط محولہ مقدمہ جن سے میں نے انکار کیا ہے اور مضمون سراج الاخبار ۶ اکتوبر اور ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء جس سے میں انکاری ہوں درحقیقت وہ خطوط اور وہ مضامین ہرگز ہرگز میرے نہیں ہیں اگر میں اپنے اس بیان میں جھوٹا ہوں تو انصاف کیلئے اس معاملہ کو خدا کی عدالت کے سپرد کرتا ہوں۔"

اس مسودہ پر یہ اعتراض مولوی مذکور نے کیا کہ الفاظ "خدا کے حضور میں" وغیرہ وغیرہ سے بھی قسم کے معنے نکلتے ہیں صرف اقرار صالح رکھا جاوے اور معاملہ کی تفریح نہ کیجاوے۔ آخر کو بہت بحث کے بعد جو آخری مسودہ تیار ہوا ۱۱ ماہ جون پیش کیا گیا وہ ذیل میں لکھا جاتا ہے:-

"میں کرم دین با اقرار صالح بیان کرتا ہوں کہ خطوط جو میرے نام سے میرزا غلام احمد صاحب اور حکیم فضل الدین کو پہنچے ہیں اور مضامین جو ۶ اکتوبر اور ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء کو میرے نام سے سراج الاخبار میں شائع ہوئے وہ میرے نہیں ہیں اور اگر میرا یہ بیان خلاف واقعہ ہو تو میں منصف حقیقی کے معاملہ کو خدا تعالیٰ کی عدالت میں سپرد کرتا ہوں۔"

اسکے مقابل میں نے مضمون ذیل منظور کیا:-

"میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے جو الفاظ کرم دین کے متعلق کذاب بہتان [illegible] لکھے ہیں وہ یقین کر کے لکھے ہیں کہ خطوط محولہ مقدمات اور اخبار سراج الاخبار مورخہ ۶ اکتوبر و ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء کے لکھنے والا مولوی کرم دین ہے اور میں عاجز ہوں کہ خدا تعالیٰ جھوٹے پر لعنت ڈالے۔"

جب یہ مسودے حسب ہدایت صاحب مجسٹریٹ مولوی کرم الدین کو دکھلائے گئے تو اس نے کہا کہ انمیں خطوط اور اخبار وغیرہ کا ذکر نہ کیا جاوے۔ اور ایسا ہی خدا کی عدالت میں انصاف کیلئے سپرد کئے جانیکا ذکر اور کوئی تفریح نہ کیجاوے۔ جسکی وجہ وہ یہ بتاتا تھا کہ میرے بر خلاف پیشگوئی بیان کیجائیگی سو اسکے متعلق بھی شرط اس نے لگائی تھی کہ اگر مصالحت ہو جاوے [illegible] لیکن وہ کسی پہلو پر آمادہ نہ ہوا اور نتیجہ یہ ہوا کہ مصالحت میں قطعی مایوسی ہو کر مقدمہ عدالت میں شروع ہو گیا مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ [illegible] صرف سادہ اور سچے واقعات لکھ کر اشاعت کرنیکی یہ ضرورت پیدا ہوئی کہ ان نیکدل اور نیک نیت عالی حکام کو واقعات سے اطلاع ہو جاوے جنہوں نے نہایت ہمدردی اور شفقت سے چاہا کہ میرے [illegible] میں مصالحت کرلوں۔ نیز ان پر روشن ہو جاوے کہ کرم دین فریق ہم سے کسقدر کنارہ کش ہے جبکہ الزام خطوط کی جعلسازی کا اور دیگر جو بیجا الزامات سراج الاخبار میں لگائے گئے ہیں جنکو دفعہ کیلئے میں کوئی چارہ جوئی عدالت میں نہیں کر سکا [illegible] اور الزامات جعلسازی وغیرہ کی بریت اگر عدالت سے نہ ہو تو پھر خدا کی عدالت سے کراؤں یا در معاملہ کر کے چھوڑوں البتہ گول مول مصالحت پر میں راضی نہیں ہو سکتا۔ اسلئے بذریعہ اشتہار ہذا میں پھر اپنی رضامندی ظاہر کرتا ہوں کہ اگر فریق ثانی مذکورہ بالا بیان عدالت میں دینے کو تیار ہو تو بالمقابل میں [illegible]

نوٹ: یاد رہے کہ کرم دین نے عدالت میں انگریزی حلفیہ بیان میں انکار کیا کہ خطوط اسکے بھیجے ہوئے نہیں اور نہ سراج الاخبار ۶ اکتوبر اور ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء میں اسکے وہ مضمون لکھے ہوئے ہیں جو اسکے نام پر شائع ہوئے۔

جو اس قسم کا بیان دینے کو تیار ہوں کہ جسمیں ہر دو مقدمات داخل دفتر ہو سکتی ہیں میں نے اپنی بیان کو اور دستخط کر کے [illegible] یہ اشتہار اس لئے بھی شائع کیا گیا ہے کہ وہ واقعات متعلقہ مصالحت جو ہوئے ہیں [illegible]

المشتہر مرزا غلام احمد رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور — ۲۸ جون سنہ ۱۹۰۳ء

مسیح موعود کی تعلیم

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ان کے اندر دنیا پرستی کا جذام ہے جس نے ان کے تمام اندرونی اعضا کاٹ دیئے ہین پس تم اس جذام سے ڈرو۔ مین تمہین حد اعتدال تک رعایت اسباب سے منع نہین کرتا بلکہ اس سے منع کرتا ہون کہ تم غیر قومون کیطرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اس خدا کو فراموش کرو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے اگر تمہین آنکھ ہو تو تمہین نظر آ جائے کہ خدا ہی خدا ہے اور سب ہیچ ہے تم نہ ہاتھ لمبا کر سکتے ہو اور نہ اکٹھا کر سکتے ہو مگر اسکے اذن سے۔ ایک مردہ اس پر ہنسی کریگا مگر کاش اگر وہ مر جاتا تو اس ہنسی سے اس کے لئے بہتر تھا۔ خبردار!!! تم غیر قومون کو دیکھ کر ان کی ریس مت کرو کہ انہون نے دنیا کے منصوبون مین بہت ترقی کر لی ہے آؤ ہم بھی انہین کے قدم پر چلین۔ سنو اور سمجھو کہ وہ اس خدا سے سخت بیگانہ اور غافل ہین جو تمہین اپنی طرف بلاتا ہے ان کا خدا کیا چیز ہے صرف ایک عاجز انسان۔ اسی لئے وہ غفلت مین چھوڑے گئے۔ مین تمہین دنیا کے کسب اور حرفت سے نہین روکتا مگر تم ان لوگون کے پیرو مت ہو جنہون نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے چاہیئے کہ تمہارے ہر ایک کام مین خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے لیکن نہ صرف خشک ہونٹون سے بلکہ چاہیئے کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اترتی ہے تم راستباز اس وقت ہو گے جبکہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمین یہ مشکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما۔ تب روح القدس تمہاری مدد کریگی اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائیگی۔ اپنی جانون پر رحم کرو اور جو لوگ خدا سے بکلی علاقہ توڑ چکے ہین اور سراسر اسباب پر گر گئے ہین یہانتک کہ طاقت مانگنے کیلئے وہ منہ سے انشاء اللہ بھی نہین نکالتے ان کے پیرو مت بنجاؤ۔ خدا تمہاری آنکھین کھولے تا تمہین معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تمام تدابیر کا شہتیر ہے اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیان اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہین۔ نہین بلکہ یکدفعہ گرینگی اور احتمال ہے کہ ان سے کئی خون بھی ہو جائین۔ اسیطرح تمہاری تدابیر بغیر خدا کی مدد کے قائم نہین رہ سکتین اگر تم اس سے مدد نہین مانگو گے اور اس سے طاقت مانگنا اپنا اصول نہین ٹھہراؤ گے تو تمہین کوئی کامیابی حاصل نہین ہوگی۔ آخر بڑی حسرت سے مرو گے۔ یہ مت خیال کرو کہ پھر دوسری قومین کیونکر کامیاب ہو رہی ہین حالانکہ وہ اس خدا کو جانتی بھی نہین جو تمہارا کامل اور قادر خدا ہے اس کا جواب یہی ہے کہ وہ خدا کو چھوڑنے کی وجہ سے دنیا کے امتحان مین ڈالی گئی ہین خدا کا امتحان کبھی اس رنگ مین ہوتا ہے کہ جو شخص اسے چھوڑتا ہے اور دنیا کی مستیون اور لذتون سے دل لگاتا ہے اور دنیا کی دولتون کا خواہشمند ہوتا ہے تو دنیا کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہین اور دین کے رو سے وہ نرا مفلس اور ننگا ہوتا ہے اور آخر دنیا کے خیالات مین ہی مرتا اور ابدی جہنم مین ڈالا جاتا ہے اور کبھی اس رنگ مین بھی امتحان ہوتا ہے کہ دنیا سے بھی نامراد رکھا جاتا ہے۔ مگر موخر الذکر امتحان ایسا خطرناک نہین جیسا کہ پہلا کیونکہ پہلا امتحان والا زیادہ مغرور ہوتا ہے بہرحال یہ دونون فریق مغضوب علیہم مین۔ سچی خوشحالی کا سرچشمہ خدا ہے پس جبکہ اس حی و قیوم خدا سے یہ لوگ بیخبر ہین بلکہ لاپرواہ ہین اور اس سے منہ پھیر رہے ہین تو سچی خوشحالی ان کو کہان نصیب ہو سکتی ہے مبارک ہے وہ انسان جو اس راز کو سمجھ لے اور ہلاک ہو گیا وہ شخص جس نے اس راز کو نہین سمجھا۔ اسیطرح تمہین چاہیئے کہ اس دنیا کے فلسفیون کی پیروی مت کرو اور ان کو عزت کی نگہ سے مت دیکھو کہ یہ سب نادانیان ہین سچا فلسفہ وہ ہے جو خدا نے تمہین اپنی کلام مین سکھایا ہے ہلاک ہو گئے وہ لوگ جو اس دنیوی فلسفہ کے عاشق ہین اور کامیاب ہین وہ لوگ جنہون نے سچے علم اور فلسفہ کو خدا کی کتاب مین ڈھونڈا۔ نادانی کی راہین کیون اختیار کرتے ہو کیا تم خدا کو وہ باتین سکھلاؤ گے جو اسے معلوم نہین۔ کیا تم اندھون کے پیچھے دوڑتے ہو کہ وہ تمہین راہ دکھلا دین۔ اے نادانو! وہ جو خود اندھا ہے وہ تمہین کیا راہ دکھلائیگا بلکہ سچا فلسفہ روح القدس سے حاصل ہوتا ہے جس کا تمہین وعدہ دیا گیا ہے۔ تم روح کے وسیلہ سے ان پاک علوم تک پہنچائے جاؤ گے جن تک غیرون کی رسائی نہین۔ اگر صدق سے مانگو تو آخر اسے پاؤ گے۔ تب سمجھو گے کہ یہی علم ہے جو دل کو تازگی اور زندگی بخشتا ہے اور یقین کے مینار تک پہنچا دیتا ہے۔ وہ جو خود مردار خوار ہے وہ کہان سے تمہارے لئے پاک غذا لائیگا وہ جو خود اندھا ہے وہ کیونکر تمہین دکھائیگا۔ ہر ایک پاک حکمت آسمان سے آتی ہے پس تم زمینی لوگون سے کیا ڈھونڈتے ہو جن کی روحین آسمان کی طرف جاتی ہین وہی حکمت کے وارث ہین جن کو خود تسلی نہین وہ کیونکر تمہین تسلی دے سکتے ہین مگر پہلے دلی پاکیزگی ضروری ہے پہلے صدق و صفا ضروری ہے پھر بعد اس کے یہ سب کچھ تمہین ملیگا۔ یہ خیال مت کرو کہ خدا کی وحی آگے نہین بلکہ پیچھے رہ گئی ہے* اور روح القدس اب اتر نہین سکتا بلکہ پہلے زمانون مین ہی اتر چکا۔ اور مین تمہین سچ سچ کہتا ہون کہ ہر ایک دروازہ بند ہو جاتا ہے مگر روح القدس اترنے کا کبھی دروازہ بند نہین ہوتا۔ تم اپنے دلون کے دروازے کھول دو تا وہ ان مین داخل ہو۔ تم اس آفتاب سے خود اپنے تئین دور ڈالتے ہو جبکہ اس شعاع کے داخل ہونیکی کھڑکی کو بند کرتے ہو۔ اے نادان اٹھ اور اس کھڑکی کو کھولدے۔ تب آفتاب خود بخود تیرے اندر داخل ہو جائیگا۔ جبکہ خدا نے دنیا کے فیضون کی راہین اس زمانہ مین تم پر بند نہین کین بلکہ زیادہ کین تو کیا تمہارا ظن ہے کہ آسمانی فیوض کی راہین جنکی اسوقت تمہین بہت ضرورت تھی وہ تم پر اس نے بند کر دی ہین ہرگز نہین بلکہ بہت صفائی سے وہ دروازہ کھولا گیا ہے اب جبکہ خدا نے اپنی تعلیم کے موافق جو سورۃ فاتحہ مین سکھلائی گئی گذشتہ تمام نعمتون کا تم پر دروازہ کھول دیا ہے تو تم کیون ان کے لینے سے انکار کرتے ہو۔ اس چشمہ کے پیاسے ہو کہ پانی خود بخود آ جائیگا۔ اس دودھ کیلئے تم بچہ کیطرح رونا شروع کرو کہ وہ دودھ پستان سے خود بخود اتر آئیگا۔ رحم کے لائق بنو تا تم پر رحم کیا جائے اضطراب دکھلاؤ تا تسلی پاؤ۔ بار بار چلاؤ تا ایک ہاتھ تمہین پکڑے۔ کیا ہی دشوار گذار وہ راہ ہے جو خدا کی راہ ہے پر ان کیلئے آسان کیجاتی ہے جو مرنے کی نیت سے اس اتھاہ گڑھے مین پڑتے ہین وہ اپنے دلون مین فیصلہ کر لیتے ہین کہ ہمین آگ منظور ہے ہم اپنے محبوب کیلئے جلینگے پس وہ آگ مین اپنے تئین ڈال دیتے ہین پس کیا دیکھتے ہین کہ وہ بہشت ہی ہے جو خدا نے فرمایا۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا

یعنے اے بدو اور اے نیکو تم مین سے کوئی بھی نہین جو جہنم کی آگ پر گذر نہ کرے مگر وہ جو خدا کیلئے اس آگ مین پڑتے ہین وہ نجات دیئے جائینگے لیکن وہ جو اپنے نفس امارہ کیلئے آگ پر چلتا ہے وہ آگ اسکو کھا جائیگی پس مبارک وہ جو خدا کیلئے اپنے نفس سے جنگ کرتے ہین اور بدبخت وہ جو اپنے نفس کیلئے خدا سے جنگ کر رہے ہین اور اس سے موافقت نہین کرتے جو شخص اپنے نفس کے لئے خدا کے حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان مین ہرگز داخل نہین ہوگا سو تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا بھی تم پر گواہی نہ دے تا تم اسی کیلئے پکڑے نہ جاؤ کیونکہ ایک ذرہ بدی کا بھی قابل سزا ہے وقت تھوڑا ہے اور کار عمر ناپیدا تیز قدم اٹھاؤ جو شام نزدیک ہے جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیانکاری کا موجب ہو یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار مین پیش کرنے کے لائق نہ ہو۔

مین نے سنا ہے کہ بعض تم مین سے حدیث کو بکلی نہین مانتے اگر وہ ایسا کرتے ہین تو سخت غلطی کرتے ہین مین نے یہ تعلیم نہین دی کہ ایسا کرو بلکہ میرا مذہب یہ ہے کہ تین چیزین ہین کہ جو تمہاری ہدایت کیلئے خدا نے تمہین دی ہین۔ سب سے اول قرآن ہے* جسمین خدا کی توحید اور جلال اور عظمت کا ذکر ہے اور جسمین ان اختلافات کا فیصلہ کیا گیا ہے جو یہود اور نصاریٰ مین تھے۔ جیسا کہ یہ اختلاف اور غلطی کہ عیسے بن مریم صلیب کے ذریعہ قتل کیا گیا اور وہ لعنتی ہوا اور دوسرے نبیون کیطرح اس کا رفع نہین ہوا۔ اسی طرح قرآن مین منع کیا گیا ہے کہ بجز خدا کے تم کسی چیز کی عبادت نہ کرو نہ انسان کی نہ حیوان کی نہ سورج کی نہ چاند کی اور نہ کسی اور ستارہ کی اور نہ اسباب کی اور نہ اپنے نفس کی۔ سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ مین تمہین سچ سچ کہتا ہون کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم مین سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہین قرآن نے کھولین اور باقی سب اسکے ظل تھے سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ الخیر کلہ فی القرآن کہ تمام قسم کی بھلائیان قرآن مین ہین یہی بات سچ ہے افسوس ان لوگون پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہین تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن مین ہے کوئی بھی ایسی دینی ضرورت نہین جو قرآن مین نہین پائی جاتی تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہین جو بلاواسطہ قرآن تمہین ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہین عنایت کی مین تمہین سچ سچ کہتا ہون کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیون پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہین دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیون کو دیجاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہین دیگئی

---

* قرآن شریف پر شریعت ختم ہو گئی مگر وحی ختم نہین ہوئی کیونکہ وہ سچے دین کی جان ہے جس دین مین وحی الٰہی کا سلسلہ جاری نہین وہ دین مردہ ہے اور خدا اس کے ساتھ نہین۔

* دوسرا ذریعہ ہدایت کا سنت ہے۔ یعنی وہ پاک نمونے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل اور عمل سے دکھلائے مثلاً نماز پڑھ کر دکھلائی کہ یون نماز چاہیئے اور روزہ رکھکر دکھلایا کہ یون روزہ چاہیئے اس کا نام سنت ہے یعنی روش نبوی جو خدا کے قول کو فعل کے رنگ مین دکھلاتی رہی سنت اسی کا نام ہے۔ تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے جو آپ کے بعد آپ کے اقوال جمع کی گئی اور حدیث کا رتبہ قرآن اور سنت سے کمتر ہے کیونکہ اکثر حدیثین ظنی ہین لیکن اگر ساتھ سنت ہو تو وہ اسکو یقینی کر دیگی۔ منہ

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تقریر کا خلاصہ

آپ نے جو مجھ سے آج تعلق بیعت کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ کچھ بطور نصیحت چند الفاظ بیان کروں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ انسان کی زندگی کا کچھ اعتبار نہیں اگر کوئی شخص خدا پر ایمان رکھے اور پھر قرآن کریم پر غور کرے کہ خدا تعالیٰ نے کیا کچھ قرآن میں فرمایا ہے تو وہ شخص دیوانہ وار دنیا کو چھوڑ کر خدا کا ہو جاوے۔ یہ بالکل سچ کہا گیا ہے کہ دنیا روزے چند عاقبت با خداوند۔ اب خدا کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص خدا کی طرف آنا چاہتا ہے اور فی الواقعہ اس کا دل ایسا نہیں کہ اس نے دین کو دنیا پر مقدم کیا ہو۔ تو وہ خدا کے نزدیک قابل سزا ٹھہرتا ہے۔ ہم اس دنیا میں دیکھتے ہیں کہ اس کے مقاصد حاصل کرنے کیلئے جب تک کافی حصہ ایمان کی طلب میں خرچ نہ کر دیں وہ مقاصد حاصل ہونے ناممکن ہیں۔ مثلاً اگر طبیب ایک دوائی اور اس کی ایک مقدار مقرر کر دے اور ایک بیمار وہ مقدار دوائی کی تو نہیں کھاتا بلکہ تھوڑا حصہ اس دوائی کا استعمال کرتا ہے تو اس کو کیا فائدہ اس سے ہوگا۔ ایک شخص پیاسا ہے تو ممکن نہیں کہ ایک قطرے سے اس کی پیاس دور ہو سکے۔ اسیطرح جو شخص بھوکا ہو وہ ایک لقمہ سے سیر نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ یا اس کے رسول پر زبانی ایمان لے آنا یا ایک ظاہری رسم کے طور پر بیعت کر لینا بالکل بے سود ہے جب تک انسان پوری طاقت سے خدا تعالیٰ کی راہ میں نہ لگ جاوے۔ نفس کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ انسان پورے طور پر وہ مصفّٰی جو روحانی زندگی کیلئے ضروری ہو۔ صرف یہ خیال کر لینا کہ میں مسلمان ہوں کافی نہیں۔ میں نصیحت کرتا ہوں کہ آپ نے جو تعلق مجھ سے پیدا کیا ہے اگر خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈالے اسکو بڑھانے اور مضبوط کرنے کی فکر میں ہر وقت لگے رہیں لیکن یاد رہے کہ صرف اقرار ہی کافی نہیں جب تک عمل کے رنگ سے اپنے آپکو رنگین نہ کیا جاوے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنّا وھم لا یفتنون الخ

یعنی کیا ان لوگوں نے گمان کر لیا ہے کہ ہم صرف آمنّا کہنے ہی سے چھٹکارا پالینگے اور کیا وہ آزمائش میں نہ ڈالے جاوینگے سو اصل مطلب یہ ہے کہ یہ آزمائش اسی لئے ہے کہ خدا تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ آیا ایمان لانیوالے نے دین کو بھی دنیا پر مقدم کیا ہے یا نہیں آجکل اس زمانہ میں جب لوگ خدا کی راہ کو اپنے مصالح کے برخلاف پاتے ہیں یا بعض حکام سے ان کو کچھ خطرہ ہوتا ہے تو وہ خدا کے راہ کو انکار کر بیٹھتے ہیں ایسے لوگ بے ایمان ہیں وہ نہیں جانتے کہ فی الواقعہ خدا ہی احکم الحاکمین ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ خدا کی راہ بہت دشوار گذار ہے اور یہ بالکل سچ ہے۔ کہ جبتک انسان خدا کی راہ میں اپنی کھال اپنے ہاتھ سے نہ اتار لے تب تک وہ خدا کی نگاہ میں مقبول نہیں ہوتا۔ ہمارے نزدیک بھی ایک بیوفا کسی قدر و منزلت کے قابل نہیں۔ جو لوگ صدق و وفا نہیں دکھلاتے وہ مقبولیت نہیں پاتا۔ اسیطرح جناب الٰہی میں وہ شخص پہلے درجہ کا بے ادب ہے جو چند روزہ دنیوی منافع پر نگاہ رکھکر خدا کو چھوڑتا ہے۔ بیعت سے مراد خدا تعالیٰ کو جان سپرد کرنا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ہم نے اپنی جان آج خدا کے ہاتھ بیچ دی۔ یہ بالکل غلط ہے کہ خدا کی راہ میں چلکر انجام کار کوئی شخص نقصان اٹھاوے صادق کبھی نقصان نہیں اٹھا سکتا۔ نقصان اسی کا ہے جو کاذب ہے جو دنیا کیلئے بیعت کو اور عہد کو جو اللہ تعالیٰ سے اس نے کیا ہے توڑ رہا ہے۔ وہ شخص جو محض دنیا کے خوف سے ایسے امور کا مرتکب ہو رہا ہے یاد رکھے کہ بوقت موت کوئی حاکم یا بادشاہ اسے نہ چھڑا سکیگا اسے نے احکم الحاکمین کے پاس جانا ہے جو اس سے دریافت کریگا کہ تو نے میرا پاس کیوں نہیں کیا اس لئے ہر مومن کیلئے ضروری ہے کہ خدا جو مالک السموات والارض ہے اس پر ایمان لاوے اور سچی توبہ کرے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ امر یونہی حاصل نہیں ہوتا ہے خدا ہی یہ امر دل میں بٹھائے تو بیٹھ سکتا ہے سوا اس کے دعا بکار ہے۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدق سے قدم اٹھاتا ہے اس کو عظیم الشان طاقت اور خارق عادت قوت دیجاتی ہے مومن کے دل میں ایک جذب ہوتا ہے کہ جس قوت جاذبہ کے ذریعہ وہ دوسرے دل کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے میں نہیں سمجھ سکتا۔ اگر تم میں جذب محبت خدا کی راہ میں کافی ہو۔ تو پھر کیوں لوگ تمہاری طرف نہ کھینچے آویں اور کیوں تم میں ایک مقناطیسی طاقت نہ ہو۔ دیکھو قرآن میں سورۃ یوسف میں آیا ہے "ولقد ھمّت بہ وھمّ بھا لولا ان رّا برھان ربّہ" یعنے جب زلیخا نے یوسف کا قصد کیا یوسف بھی زلیخا کا قصد کرتا اگر ہم حائل نہ ہوتے سو ایک طرف تو یوسف جیسا متقی

اور اس کو منسلک ہے کہا جاتا ہے کہ وہ بھی زلیخا کی طرف مائل ہو ہی چلا تھا۔ اگر ہم نہ روکتے۔ اسمیں سر یہ ہے کہ انسان میں ایک کشش محبت ہوتی ہے زلیخا کی کشش محبت اس قدر غالب آئی تھی کہ اس کشش نے ایک متقی کو بھی اپنی طرف کھینچ لیا۔ سو جبکہ یہ حال ہے کہ ایک عورت میں جذب اور کشش اسقدر ہو کہ اس کا اثر ایک مضبوط دل پر ہو جاوے اور ایک شخص جو مومن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس میں جذب محبت الٰہی اسقدر نہ ہو کہ لوگ اس کی طرف کھینچے چلے آویں۔ یہ عذر قابل پذیرائی نہیں کہ زبان میں یا عقل میں اثر نہیں۔ اصلی نقص قوت جاذبہ میں ہے جبتک وہ کامل نہیں تب تک زبانی خالی باتوں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

اور ہمارے مسائل سو وہ بھی بالکل صاف ہیں۔ مثلاً قرآن کی یہ آیت فلمّا توفّیتنی کنت انت الرقیب علیھم۔ اس میں ایک جواب سوال ہے خدا تعالیٰ مسیح علیہ السلام سے پوچھیگا کہ کیا تو نے لوگوں کو ایسی تعلیم دی تھی کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنالیں تو وہ جواب میں عرض کرینگے کہ یا خدا جبتک میں زندہ رہا اور ان میں رہا میں نے تو ان کو ایسی تعلیم نہیں دی البتہ جب تو نے مجھکو مار دیا تو پھر تو ہی ان کا نگران حال تھا۔ مجھے کوئی علم نہیں کہ میرے پیچھے انہوں نے کیا کیا۔ یہ کیسی موٹی بات ہے کہ خود مسیحؑ اپنی وفات کا اقرار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ عیسائی اگر بگڑے تو میری وفات کے بعد بگڑے۔ جبتک میں ان میں زندہ رہا تب تک وہ صحیح عقیدہ پر قائم تھے۔ اب اگر عیسائی بگڑ گئے ہیں تو یا تو مسیح مرچکا یا الوہیت مسیح بھی درست ہے۔ پھر مسیح کا یہ کہنا کہ مجھے تو ان کے بگڑنے کا علم نہیں جیسے کہ اسی آیت کا پایا جاتا ہے کہنا یہ جواب ان کا جھوٹا نہیں ہوگا۔ اگر ان کا دوبارہ دنیا میں آنا درست ہو۔ کیونکہ یہ سوال و جواب تو قیامت کو ہوگا۔ اور اگر انہوں نے دوبارہ دنیا میں آکر چالیس سال رہنا ہے۔ اور عیسائیوں اور کفار کو قتل کر کے اسلام کو پھیلانا ہے نعوذ باللہ انہوں نے عیسائیوں کی بگڑی ہوئی حالت کو دیکھ لیا ہے اور اس بگڑی ہوئی حالت کو دیکھ کر وہ دوبارہ اس دنیا کو تشریف لیجاویں گے تو پھر جناب مسیح کا یہ جواب دینا خدا کے حضور میں دروغ بیانی ہے کیا وہ احکم الحاکمین نہ کہیگا کہ تو تو دوبارہ دنیا میں گیا اور تو نے دیکھ لیا کہ میری امت بگڑ چکی تھی۔ ایک مجازی حاکم کے آگے غلط بیانی اور دروغ حلفی کے جرم کا خطرناک ارتکاب سمجھا جاتا ہے ایک عالم الغیب حاکم کی جناب میں ایسی دروغ بیانی کیا وہ گوارا کریگا اس آیت نے بڑی صفائی کے ساتھ ایک طرف مسیح کی وفات کو ثابت کر دیا اور دوسری طرف ان کے دوبارہ دنیا میں تشریف لانیکا بطلان کر دیا اس کے مقابل جب ہم حدیثوں پر غور کرتے ہیں تو وہاں سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ حضرت رسالتمآب نے فرمایا

اور یہ متفق علیہ حدیث ہے کہ آپ نے جناب مسیح کو حضرت یحییٰ کے ساتھ دیکھا۔ حضرت یحییٰ کا مر جانا اور ان کا اس جماعت میں داخل ہونا جن کی قبض روح ہو چکی ہے ثابت شدہ امر ہے اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مسیح بلا قبض روح انتقال کر کے ایک ایسے شخص کا جلیس ہو جو دنیا سے مر چکا ہے۔ اب ایک طرف قول خدا اور دوسری طرف رؤیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات مسیح اور ان کا دوبارہ دنیا میں واپس نہ آنا قطعی ثابت ہو گیا۔ اب بھی یہ لوگ اگر عقیدہ حیات مسیح سے باز نہ آویں تو یہی سمجھا جاویگا کہ ہدایت اور سعادت صرف خدا کیطرف سے ہے ان کے حال پر تو پھر سعدی کا یہ قول صادق آتا ہے

آنکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی
اینست جوابش کہ جوابش ندہی

یہ کہ آنیوالا کون ہے اس کا فیصلہ بھی قرآن و حدیث نے کر دیا ہے سورۂ نور نے صاف طور پر بیان کیا ہے کہ رسول اکرم کے خلفاء اس امت میں سے ہونگے۔ بخاری اور مسلم کا بھی یہی مذہب ہے کہ آنیوالا مسیح اسی امت میں سے ہوگا۔ اب ایک طرف قرآن و حدیث بنی اسرائیلی مسیح کی موت اور اس کے دوبارہ نہ آنے کو بیان کرتے ہیں۔ دوسری طرف بھی قرآن و حدیث آنیوالے مسیح کو اسی امت میں سے ٹھہراتے ہیں تو پھر اب انتظار کس بات کا ہے اب علامات کو بھی دیکھ لیا جاوے صدی کے سر پر مجدد کا آنا مسلم کیا ہے اور یہ بھی مانا ہے کہ مسیح ہی بطور مجدد صدی کے سر پر آویگا صدی میں سے بائیس سال گذر گئے اور اس وقت تک مجدد ظاہر نہیں ہوا آخر اس صدی کے سر پر جس مجدد نے آنا تھا وہ کہاں ہے۔ مہدی کا نشان کسوف خسوف تھا جو رمضان میں ہونا تھا۔ اس کسوف و خسوف پر بھی آٹھ سال گذر گئے مہدی نہ آیا اگر یہ کہا جاوے کہ نشان تو ہو گیا لیکن صاحب نشان بعد میں آویگا تو یہ عقیدہ بھی خلاف ہے اور قسم قسم کے فسادات کی بنا ہے اگر ایک زمانہ کے بعد اکٹھے بیس انسان مہدویت کے مدعی ہو جاویں تو پھر ان میں کون فیصلہ کریگا۔ ضروری ہے صاحب نشان نشان کے ساتھ ہو۔ یہ لوگ ممبر پر چڑھ کر مہدی کے سرے کو اور کسوف و خسوف کو یاد کیا کرتے اور روتے تھے۔ لیکن جب وہ وقت آیا تو یہی لوگ دشمن بنگئے۔ حدیث کے مطابق تمام نشان واقعہ ہو گئے لیکن یہ لوگ اپنی ضد کو باز نہیں آتے۔ کسوف خسوف کا عظیم الشان نشان ظاہر ہو گیا لیکن خدا کے اس نشان کی قدر نہ کیگئی۔ اسیطرح کل انبیاء کی کتب سابقہ اور قرآن و حدیث میں ایک امر مہدی کیطرف اشارہ تھا جو کسوف و خسوف کو

---

* یہ تقریر حضرت اقدس نے بمقام گورداسپور ... مئی سنہ ۱۹۰۳ء کو بعد از نماز عصر کی تھی تحریک کا باعث چند احباب حیدرآباد دکن کے تھے جنہوں نے حضور علیہ السلام کو شرف بیعت حاصل کیا تھا۔

آسمانی نشان کے بعد آ گئی ہے اور وہ طاعون ہے جو وہ بھی مسیح کے زمانہ سے وابستہ تھی یہ ایک خطرناک مصیبت ہے جسکی طرف ہر ایک ولی اور نبی نے بالتصریح یا بالاجمال اشارہ کیا ہے طاعون آگئی۔ لاکھوں انسان تباہ ہو گئے اور نہ معلوم کب تک اسکی تباہی چلتی رہیگی۔ لیکن جس موعود کے زمانہ کی شناخت کا یہ نشان ہے اسے ابتک ان لوگوں نے نہ پہچانا۔ اسیطرح زمین اور آسمان نے شہادت دی۔ لیکن ان شہادتوں کو ردی سمجھا گیا۔ خدا غیور ہے اور وہ اپنی غیرت دکھائیگا ایک مجازی حاکم عدول حکمی پسند نہیں کرتا تو وہ احکم الحاکمین غیور خدا کب اس عدول حکمی کو بلاسزا چھوڑیگا ایک اور نشان اس زمانہ کا وہ نئی سواری تھی جسنے اونٹوں کو بیکار کر دینا تھا قرآن میں واذا العشار عطلت وجب اونٹنیاں بیکار ہو جاوینگی۔ کیونکہ اس زمانہ کا پتہ بتلایا حدیث نے مسیح کے نشان میں یوں کہا۔ لیترکن القلاص فلا یسعی علیہا پھر یہ نشان کیا پورا نہ ہوا ہے کہ اس سرزمین میں بھی جہاں آج تک اونٹنی کی سواری ہی اور بغیر اونٹوں کے گذارہ نہ تھا۔ وہاں بھی اس سواری کا انتظام ہو گیا اور چند سالوں میں اونٹوں کی سواری کا نام ونشان نہیں ملیگا۔ اونٹنیاں بیکار ہو گئیں۔ مقررکردہ نشان پورے ہو گئے۔ لیکن جس کیلئے نشان تھا۔ وہ پہچانا نہ گیا۔ اور بھی مصیبت اختیار ہونے ہے کہ ایک طرف تو میں دعویٰ کروں۔ اور دوسری طرف یہ نشان پورے ہوتے جاویں۔ کیا آسمانی نظام پر بھی میرا دخل ہے جو کسوف وخسوف موعود کر لیتا یا میرے ہاتھ میں کوئی ایسے مواد تھے جن سے زمین پر موعود طاعون پیدا ہو گئی یا ریل کا ہے جو یہ بھی مسیح کا نشان تھا کیا یہ بھی میرے اشارہ سے ہوا۔ اسیطرح جسقدر نشان زمانہ مسیح کے ساتھ وابستہ تھے وہ سب پورے ہو گئے۔ خدا تعالیٰ نے کونسی حجت کو ان پر پورا نہیں کیا لیکن ان کا انکار ابھی اسیطرح ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ زمانہ میں دہریت پھیلی ہوئی ہے جو خفیہ خفیہ سب دلوں پر اثر کر رہی ہے خشیت الٰہی دن بدن مفقود ہو رہی ہے۔ کان رکھتے ہیں پر سن نہیں سکتے۔ آنکھیں رکھتے ہیں پر نہیں دیکھتے دل رکھتے ہیں پر نہیں سمجھتے یہی وجہ ہے کہ انکار ہے۔ ورنہ اسلام تو نہایت ہی صاف تھا۔ میری کتابوں کو دیکھو تو معلوم ہو سکتا ہے کہ کسقدر اتمام حجت ہو چکی ہے اب ان کے پاس کوئی جواب نہیں خدا نے قوی دلائل سے ان کا رگ وریشہ کاٹ دیا ہے لیکن یہ نہیں دیکھتے۔

ایک مامور کی شناخت کے تین طریق ہیں نقل عقل۔ تائیدات سماوی۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ تینوں امور اس سلسلہ کے موید ہیں۔ دانیال اور دیگر انبیاء نے تو اس کو آ کر تاریخ مقرر کر دیا ہے حتی کہ صدی اور سال بھی مقرر کر دیا ہے۔ تمام عیسائیوں میں ایک قسم کی گھبراہٹ پیدا ہوئی ہے کیونکہ کتب سابقہ کے مطابق مسیح کی آمد کا وقت آ گیا ہے اور مسیح ابھی تک آیا نہیں۔ اسلئے بعض علماء آخر مجبور ہو کر اس طرف گئے ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی سے مراد کلیسیا کی ترقی ہے جو ہو چکی ہے۔ اسیطرح ہماری کتب کے مطابق بھی بعثت مسیح کا یہی زمانہ ہے حجج الکرامہ والے نے لکھا ہے کہ کل اہل کشوف اسیطرف گئے ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی کیلئے چودہویں صدی مقرر ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اسی زمانہ کیلئے اسے چراغ الدین کہا ہے غرضیکہ ہر ایک بزرگ نے جو زمانہ مقرر کیا ہے وہ چودہویں صدی سے آگے نہیں گیا اگرچہ ان میں کچھ اختلاف ہے۔ چودہویں صدی میں لطیف اشارہ اس طرف تھا کہ جیسے اسلام چودہویں رات کے چاند کی طرح اس زمانہ میں چمک اٹھیگا جسطرح چاند کا کمال چودہویں رات کو ہوتا ہے اسیطرح اسلام کا کمال بھی دنیا میں چودہویں صدی میں ظاہر ہوگا۔ تیرہویں صدی کی تاریکی ان لوگوں میں ضرب المثل ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس صدی کے علماء سے بھیڑیوں نے بھی نجات مانگی تھی۔ یہ لوگ چودہویں صدی کے لئے منتظر تھے۔ لیکن جب صدی آگئی تو اپنی بدبختی کے باعث انکار کر گئے اسی طرح قرآن میں ذکر ہے۔

ولما جاءھم کتٰب من عند اللہ مصدق لما معھم وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ

اہل کتاب منتظر تھے کہ پیغمبر آئیگا اور وہ اس کے ساتھ ملکر کفار سے جنگ کرینگے۔ لیکن جب پیغمبر آیا تو انکار پر آمادہ ہو گئے۔

عقل کے نزدیک بھی زمانہ مسیح کا یہی معلوم ہوتا ہے اسلام اسقدر کمزور ہو گیا ہے کہ ایک وقت ایک شخص کے مرتد ہو جانے پر اسلام میں شور پڑ جاتا تھا۔ لیکن اب لاکھوں مرتد ہو گئے ہیں اور مخالفت اسلام میں کتب تصنیف ہو رہی ہیں اسلام کی ہتک کیواسطے طرح طرح کی تجاویز ہو رہی ہیں عقل پسند نہیں کرتی کہ جس خدا نے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کا وعدہ دیا ہے وہ اس وقت اسلام کی حفاظت نہ کرے اور خاموش رہے یہ زمانہ کس قسم کی مصیبت کا اسلام پر ہے کہ شریف النسل اولاد دشمن اسلام ہو کر گالیوں میں جا لگی ہے اور کھلے طور پر رسول اکرم کی توہین ہو رہی ہے ہر ایک قسم کی گالی اور سب وشتم میں ان کو یاد کیا جاتا ہے۔ ان تمام امور کو بہیئت مجموعی اگر دیکھا جاوے تو عقل کہتی ہے کہ یہی وقت خدا کی تائید کا ہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر یہ سلسلہ قائم نہ ہوتا۔ تو اسلام برباد ہو چکا تھا۔ سو خدا کے وجود کا یہ بھی ایک نشان ہے کہ عین ضرورت کے وقت خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا اور عین مصیبت کے وقت اسلام کو سنبھالا۔

تائیدات سماوی بھی اگر دیکھی جاویں تو یہاں بھی ایک بڑا ذخیرہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہزارہا نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کئے اگر میں ان تمام نشانوں کو جمع کروں جو ہر روز میں اور میرے ساتھ رہنے والے دیکھتے ہیں تو ان کی تعداد لاکھ کے قریب پہنچ جاتی ہے قطع نظر اس کے صرف براہین احمدیہ کے بعض الہامات کو دیکھا جاوے جو بیس برس ہوئے کہ یہ کتاب تصنیف ہوئی جو اس وقت کہ مدینہ مصر بخارا۔ لندن اور ایسا ہی ہندوستان کے ہر ایک حصہ میں پہنچ گئی۔ کئی ایک پادریوں اور دیگر مخالفین اسلام کے گھروں میں پہنچ گئی اب اس کتاب میں مثلاً لکھا ہے کہ خدا کی طرف سے مجھے ارشاد ہے کہ اس وقت تو اکیلا ہے اور تیرے ساتھ کوئی نہیں لیکن ایک وقت آویگا کہ لوگ تیرے پاس دور دور سے آویں گے (یاتون من کل فج عمیق) تو لوگوں میں پہچانا جاویگا اور تیری شہرت پھیلادیگی۔ تیری امداد اور تائید کو دور دور سے لوگ آوینگے۔ پھر کہا کہ لوگ کثرت سے آوینگے اور تو ان سے نرمی اور اخلاق سے پیش آنا۔ ان کی ملاقات سے مت گھبرانا (ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس) پھر آخر کار فرمایا

اذا جاء نصر اللہ والفتح۔ وانتھی امر الزمان الینا۔ الیس ھٰذا بالحق

یعنے جب خدا کی فتح اور نصرت آویگی۔ اور زمانہ کا امر ہماری طرف منتہی ہوگا تو اس وقت کہا جاویگا کہ کیا یہ سلسلہ حق نہیں۔ اب لاہور اور امرتسر کے لوگ اور ایسا ہی پنجاب کے اکثر لوگ اس بات سے واقف ہیں کہ براہین کی اشاعت کیوقت مجھے کوئی جانتا نہیں تھا حتی کہ قادیان میں بھی بہت کم لوگ ہونگے جو مجھے پہچانتے ہوں گے پھر یہ امور کس طرح پورے ہو رہے ہیں۔ اگرچہ یہ پیشگوئیاں بدرجہ اتم ابھی پوری نہیں ہوئیں لیکن جسقدر ان الہامات کا ظہور ہوا ہے وہ طالب حق کیلئے کافی ہے۔ اب کیا یہ میری بناوٹ ہے کیا ایک انسان آج سے بیس سال پہلے آجکل کے واقعات کا نقشہ کھینچ سکتا ہے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ ہزارہا مخلوق کا مرجع ہوگا خصوصاً جبکہ ایک مدت تک ان امور کا ظہور نہ ہوا جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ امور کسی فراست کا نتیجہ نہیں ہو سکتے ان امور کو دیکھ کر میں کہہ سکتا ہوں کہ جسقدر نشانات خدا تعالیٰ نے میری تائید میں ظاہر کئے وہ اپنی تعداد اور شوکت میں ایسے ہیں کہ بجز حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کل انبیاء ومرسلین سے ویسے ثابت نہیں ہوئے لیکن اس میں میرا کیا فخر ہے۔ یہ سب کچھ تو اس پاک نبی کی فضیلت ہے جسکی امت میں ہونیکا مجھے فخر حاصل ہے میں سچ کہتا ہوں کہ آج کل کے پیرزادوں اور سجادہ نشینوں کو آزمالو۔ کسی پادری یا کسی مذہب کے گروہ کو میرے مقابل میں لاؤ خدا تعالیٰ نشان نمائی میں بالضرور اس کو میرے مقابل شکست دیگا اور ذلیل کریگا۔ یہاں قدرت خدا کا جو نمایاں ہو رہا ہے۔ میرے دوست اس الہام سے خوب واقف ہیں جو دس بارہ سال ہوئے خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا۔ انی مھین من اراد اھانتک وانی معین من اراد اعانتک۔ اس ایک الہام کو کسقدر مختلف مواقع اور محل پر میرے دوستوں نے پورا ہوتے دیکھا کس طرح لوگوں نے میری اہانت اور تذلیل کیلئے بڑے اشتہار دئے اور کسطرح وہ خود ہی ذلیل اور خوار ہو گئے اسکی ایک مثال نہیں بلکہ کئی ایک مثالیں ہیں ان پر فرض ہے کہ ان نشانات کو دیکھکر بھی لوگ ابھی گمراہ ہیں سو بات یہ ہے کہ دنیا میں ہمیشہ سے دو گروہ چلے آئے ہیں ایک سعید دوسرا شقی۔ ابوجہل نے ہزاروں نشان دیکھے لیکن وہ کافر ہی رہا۔ سو اس صورت میں مومن کیلئے ضروری ہے کہ وہ دعا میں لگا رہے

آپ نے جو آج مجھ سے بیعت کی ہے یہ تخم ریزی کیطرح ہے چاہئے کہ آپ مجھ سے اکثر ملاقات کریں اور اس تعلق کو مضبوط کریں جو آج قائم ہوا ہے۔ جس شاخ کا تعلق درخت سے نہیں رہتا وہ آخر کار خشک ہو کر گر جاتی ہے جو شخص زندہ ایمان رکھتا ہے وہ دنیا کی پروا نہیں رکھتا دنیا ہر طرح ملجاتی ہے۔ دنیا پر دین کو مقدم رکھنے والا ہی مبارک ہے لیکن جو دنیا کو دین پر مقدم رکھتا ہے وہ ایک مردار کیطرح ہے جو کبھی بھی نصرت کا منہ نہیں دیکھتا۔ یہ بیعت اس وقت کام آسکتی ہے جب دین کو مقدم کر لیا جاوے۔ اور اس میں ترقی کرنیکی کوشش ہو۔ بیعت ایک بیج ہے جو آج بویا گیا۔ اب اگر کوئی کسان صرف زمین میں تخم ریزی پر ہی قناعت کرے اور پھل حاصل کرنے کے جو جو فرائض ہیں ان میں سے کوئی ادا نہ کرے نہ زمین کو درست کرے اور نہ آبیاری کرے اور نہ موقعہ بے موقعہ مناسب کھاد زمین میں ڈالے نہ کافی حفاظت کرے تو کیا وہ کسان کسی پھل کی امید کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اس کا کھیت بالضرور تباہ اور خراب ہوگا۔ کھیت اسی کا پھلیگا۔ جو پورا زمیندار رہیگا۔ سو ایکطرح کی تخم ریزی آپ نے بھی آج کی ہے۔ خدا جانتا ہے کہ کس کے مقدر میں کیا ہے لیکن خوش قسمت وہ ہے جو اس تخم کو محفوظ رکھے اور اپنے طور پر ترقی کے لئے دعا کرتا رہے

مثلاً نمازوں میں ایک قسم کی تبدیلی ہونی چاہیے میں دیکھتا ہوں کہ آجکل لوگ جسطرح نماز پڑھتے ہیں وہ محض ٹکریں مارنا ہے ان کی نماز میں اسقدر بھی رقت اور لذت نہیں ہوتی جسقدر نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا میں ظاہر کرتے ہیں۔ بلکہ شاید لوگ اپنی دعائیں نماز میں ہی کرتے تو شاید ان کی نمازوں میں حضور اور لذت پیدا ہو جاتا۔ اسلئے میں حکماً آپ کو کہتا ہوں کہ سردست آپ بالکل نماز کے بعد دعا نہ کریں اور وہ لذت اور حضور جو دعا کیلئے رکھا ہو دعا کو نمازوں میں کرکے پیدا کریں۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ نماز کے بعد دعا کرنی منع ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ جبتک نمازوں میں کافی لذت و حضور پیدا نہ ہو نماز کے بعد دعا کرنے میں نماز کی لذت کو مت گنواؤ ہاں جب یہ حضور پیدا ہو جاوے تو کوئی حرج نہیں سو بہتر ہے نماز میں دعائیں اپنی زبان میں مانگو جو طبعی جوش کسی کی مادری زبان میں ہوتا ہے وہ ہرگز غیر زبان میں پیدا نہیں ہوسکتا سو نمازوں میں قرآن اور ماثورہ دعاؤں کے بعد اپنی ضرورتوں کو بشکل دعا اپنی زبان میں خدا تعالیٰ کے آگے پیش کرو تاکہ آہستہ آہستہ تم کو حلاوت پیدا ہو جاوے۔ سب سے عمدہ دعا یہ ہے کہ خدا کی رضامندی اور گناہوں سے نجات حاصل ہو کیونکہ گناہوں ہی سے دل سخت ہو جاتا اور انسان دنیا کا کیڑا بنجاتا ہے۔ ہماری دعا یہ ہونی چاہیے کہ خدا تعالیٰ ہم سے گناہوں کو جو دل کو سخت کردیتے ہیں دور کردے اور اپنی رضامندی کی راہ دکھلاوے دنیا میں مومن کی مثال اس سوار کی ہے کہ جو جنگل میں جا رہا ہے اور راہ میں بسبب گرمی اور تکان سفر کے ایک درخت کے نیچے سستانے کیلئے ٹھہر جاتا ہے لیکن اپنے گھوڑے پر سوار ہے اور کچھ اپنا گھوڑے پر ہی کچھ آرام لیکر آگے اپنے سفر کو جاری رکھتا ہے لیکن جو شخص اس جنگل میں گھر بنالے وہ ضرور درندوں کا شکار ہوگا۔ مومن دنیا کو گھر نہیں بناتا اور جو ایسا نہیں خدا اسکی پرواہ نہیں کرتا۔ نہ خدا کے نزدیک دنیا کو گھر بنانیوالے کی عزت ہے۔ خدا مومن کی عزت کرتا ہے حدیث میں آیا ہے کہ مومن نوافل کے ساتھ خدا کا قرب حاصل کرتا ہے۔ نوافل سے مراد یہ ہے کہ خدمت مقررہ کے علاوہ زیادتی کیجاوے۔ ہر ایک خیر کے کام میں دنیا کا بندہ تھوڑا سا کرکے سست ہو جاتا ہے لیکن مومن زیادتی کرتا ہے نوافل صرف نماز سے ہی مختص نہیں بلکہ ہر ایک حسنات میں زیادتی کرنا نوافل ادا کرنا ہے۔ مومن محض خدا کی خوشنودی کیلئے ان نوافل کی فکر میں لگا رہتا ہے اس کے دل میں ایک درد ہے جو اسے بے چین کرتا ہے اور وہ دن بدن نوافل و حسنات میں ترقی کرتا جاتا ہے اور بالمقابل خدا بھی اس کو قریب ہوتا جاتا ہے حتیٰ کہ مومن اپنی ذات کو فنا کرکے خدا کو سایہ ہو جاتا ہے پس اصل آنکھ خدا کی آنکھ اس کو کان خدا کے کان

ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ کسی معاملہ میں خدا کی مخالفت نہیں کرتا ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اسکی زبان خدا کی زبان اور اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہو جاتا ہے پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے کسی بات میں اسقدر تردد نہیں ہوتا جسقدر مومن کی جان نکالنے میں تردد ہوتا ہے۔ یوں تو خدا کی موت سب ذوی الحیات کیلئے ایک ہے لیکن یہ فقرہ جو فرمایا تو مومن کے اکرام کیلئے فرمایا۔ اب دوسرے لوگ کیڑے مکوڑوں کیطرح مرجاتے ہیں لیکن مومن کا معاملہ دگرگون ہے مجھے یہ سمجھ آتی ہے کہ جو صلحاء اور انبیاء کی زندگی آتی ہے ان طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا رہتی ہے اور بعض وقت ان کو خوفناک امراض لاحق ہو جاتے ہیں جیسے کہ ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت تھی یہ اس تردد کا اظہار ہے جس کا اوپر ذکر ہوا ہے گویا اللہ تعالیٰ اس سے معاملہ ایسا کرتا ہے جیسا کہ ایک انسان تردد کیحالت میں کرتا ہے۔ اور خوفناک بیماریوں سے اسکو نجات دیکر بڑا کردیتا ہے کہ وہ اسکو معمولی انسانوں کیطرح ضایع نہیں کرتا۔ قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کہ مومن کی ہر ایک چیز بابرکت ہو جاتی ہے جہاں وہ بیٹھتا ہے وہ جگہ دوسروں کیلئے موجب برکت ہوتی ہے اس کا پس خوردہ اوروں کیلئے شفا ہے حدیث میں آیا ہے کہ ایک گنہگار خدا تعالیٰ کے سامنے لایا جاویگا خدا تعالیٰ اس سے پوچھیگا کہ تونے کوئی نیک کام کیا وہ کہیگا کہ نہیں۔ پھر خدا تعالیٰ اس کو کہیگا کہ فلاں مومن کو تو جانتا ہے وہ کہیگا۔ خداوندا میں ارادتاً تو کبھی نہیں ملا وہ خود ہی ایکدن مجھے راستہ میں ملگیا۔ خدا تعالیٰ اسکو بخشدیگا۔ یہ ایک اور صوفیہ حدیث میں آیا ہے ......

کہ خدا تعالیٰ فرشتوں سے دریافت کریگا کہ میرا ذکر کہاں پر ہو رہا ہے وہ کہیں گے کہ ایک حلقہ مومنین کا تھا جہاں دنیا کے ذکر کا نام و نشان بھی نہ تھا البتہ ذکر الٰہی انہوں میں ہو رہا ہے۔ ان میں ایک دنیا پرست شخص تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمادیگا کہ میں نے اس دنیادار کو اس ہم نشینی کی باعث بخشدیا

انّھم قوم لا یشقیٰ جلیسھم

بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ جہاں ایک مومن امام ہو اس کے مقتدی بیشمار ہیں کہ وہ سجدہ سے سر اٹھا کر بخشدیے جاتے ہیں۔

مومن وہ ہے کہ جس کے دل میں محبت الٰہی نے عشق کے رنگ میں جڑ پکڑ لی ہو اس نے فیصلہ کرلیا ہو کہ وہ ہر ایک تکلیف اور ذلت میں بھی خدا کا ساتھ نہ چھوڑیگا اب جس نے یہ فیصلہ کرلیا ہو کہ ایسا کانشنس کیا ہے کہ وہ ضائع ہوگا۔ کیا کوئی رسول ضایع ہوا۔ دنیا ناخنوں تک انکو ضایع کرنے کی کوشش کرتی ہے لیکن وہ ضایع نہیں ہوتے جو خدا کیلئے ذلیل ہو وہی انجام کار عزت و جلال کا تخت نشین ہوا۔ ایک ابوبکر ہی کو دیکھو جس نے سب سے پہلے ذلت قبول کی اور سب سے پہلے تخت نشین ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ کچھ نہ کچھ دکھ اٹھانا پڑتا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

عشق اول سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

عشق الٰہی بیشک اول سرکش و خونی ہوتا ہے تاکہ نااہل دور ہو جاوے۔ عاشقان خدا تکالیف میں ڈالے جاتے ہیں قسم قسم کی مالی اور جسمانی مصائب اٹھاتے ہیں اور اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ان کے دل پہچانے جاویں خدا تعالیٰ نے یہ امر مقرر کررکھا ہے کہ جبتک کوئی پہلے دوزخ پر راضی نہ ہو جاوے بہشت میں نہیں جاسکتا۔ بہشت دیکھنا اسی کو نصیب ہوتا ہے جو پہلے دوزخ دیکھنے کو تیار ہوتا ہے دوزخ سے مراد آئندہ دوزخ نہیں بلکہ اس دنیا میں مصائب شدائد کا نظارہ مراد ہے اسیطرح ایک حدیث میں آیا ہے کہ کافر کیلئے دوزخ بہشت کے رنگ میں اور مومن کیلئے بہشت دوزخ کے رنگ میں متمثل کیا جاتا ہے کافر جو دنیا کا طالب ہے دنیا میں منہمک ہوکر سگ دنیا ہو جاتا ہے۔ مومن ایک عاشق ہے جو دنیا کو ... طلاق دیکر ہر ایک تکلیف سہنے کو تیار ہوتا ہے۔ اور فی الواقعہ یہ عشق ہی ہے جو اسے ہر قسم کی تکلیف سہنے کیلئے آمادہ کردیتا ہے مومن کا رنگ عاشق کا ہوتا ہے اور وہ اپنے عشق میں صادق ہوتا ہے۔ اور اپنے معشوق یعنی خدا کیلئے کامل اخلاص اور محبت اور جان فدا کرنیوالا جوش اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور تضرع اور ابتہال اور ثابت قدمی سے اس کے حضور میں قائم ہوتا ہے دنیا کی کوئی لذت لذت نہیں ہوتی۔ اس کی روح اسی عشق میں پرورش پاتی ہے معشوق کیطرف سے استغنا دیکھکر وہ گھبراتا نہیں۔ اس طرف سے خاموشی اور بے التفاتی بھی معلوم کرکے وہ کبھی ہمت نہیں ہارتا۔ بلکہ ہمیشہ قدم آگے ہی رکھتا ہے۔ اور درد دل زیادہ سے زیادہ پیدا کرتا جاتا ہے۔ ان دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے کہ مومن عاشق کیطرف سے محبت الٰہی میں پورا استغراق ہو۔ عشق کمال ہو۔ محبت میں سچا جوش اور عشق میں ثابت قدمی ایسی کوٹ کوٹ کے بھری ہو کہ جس کو کوئی صدمہ جنبش میں نہ لاوے اور معشوق کی طرف سے کبھی بے پرواہی اور خاموشی ہو۔ درد دو قسم کا موجود ہو۔ ایک تو وہ جو اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد ہو۔ دوسرا وہ جو کسی کی مصیبت پر دل میں درد اٹھے اور خیر خواہی کیلئے اضطراب پیدا ہو اور اسکی اعانت کیلئے بے چینی پیدا ہو۔ خدا تعالیٰ کی محبت کیلئے جو اخلاص اور درد ہوتا ہے اور ثابت قدمی اس کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے وہ انسان کو بشریت سے الگ کرکے الوہیت کے سایہ میں لا ڈالتا ہے جب تک اس حد تک درد اور عشق نہ پہنچ جاوے کہ ہمیں غیر اللہ سے محویت حاصل ہو جاوے اس وقت تک انسان خطرات میں پڑا رہتا ہے۔ ان خطرات کا استیصال بغیر اس امر کے مشکل ہوتا ہے کہ انسان غیر اللہ سے بکلی منقطع ہو کر اسی کا ہو جاوے اور اسکی رضا

میں داخل ہونا بھی محال ہوتا ہے اور اسکی مخلوق کیلئے ایسا درد ہونا چاہیے جسطرح ایک شفقت بھری مہربان والدہ اپنے نازوں پالے بچے کیلئے دل میں سچا جوش محبت رکھتی ہے۔ خدا تعالیٰ ایک تعلق چاہتا ہے اور اس کے حضور میں دعا کیلئے تعلق کیضرورت ہے بغیر تعلق کے دعا نہیں ہوسکتی پہلے بزرگوں کی بھی اسی قسم کی باتیں چلی آئی ہیں کہ انہوں نے دعا کرنیوالوں کو دعا کرانے سے پہلے تعلق ثابت کرنے کی تاکید کی۔ خواہ مخواہ بازار میں چلتے ہوئے کسی سے تعلق کوئی نہیں کہہ سکتا کہ تو میرا دوست ہے اور نہ ہی اس کیلئے درد دل ہی ہوتا ہے اور نہ ہی جوش دعا پیدا ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ سے تعلق اسطرح نہیں ہو سکتا کہ انسان غفلت کاریوں میں مبتلا بھی رہے اور صرف منہ سے دم بھرتا رہے کہ میں نے خدا سے تعلق پیدا کرلیا ہے اکیلا بیعت کا اقرار اور سلسلہ میں نام لکھا دینا ہی خدا سے تعلق پر کوئی دلیل نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کیلئے ایک محویت کی ضرورت ہے۔ ہم بار بار اپنی جماعت کو اس بات پر قائم ہونیکو کہتے ہیں کیونکہ جبتک دنیا کیطرف سے انقطاع اور اس کی محبت دلوں سے ٹھنڈی ہوکر اللہ تعالیٰ کیلئے فطرتوں میں طبعی جوش اور محویت پیدا نہیں ہوتی۔ اس وقت تک ثبات میسر نہیں آسکتا۔ بعض صوفیوں نے لکھا ہے کہ صحابہ جب نماز میں ہوا کرتے تھے تو ایسی محویت ہوتی تھی کہ جب نماز ختم ہوتے تو ایک دوسرے کو پہچان بھی نہ سکتے تھے جب انسان کسی اور جگہ سے آتا ہے تو شریعت نے حکم دیا ہے کہ وہ آکر السلام علیکم کہے۔ نماز سے فارغ ہوتے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے کی حقیقت یہی ہے کہ جب ایک شخص نے نماز کا عقد باندھا اور اللہ اکبر کہا تو وہ گویا اس عالم سے نکل گیا اور ایک نئی جہان میں جا داخل ہوا گویا ایک مقام محویت میں جا پہنچا پھر جب وہاں سے واپس آیا تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہکر آن ملا۔ لیکن صرف ظاہری صورت کافی نہیں ہو سکتی جبتک دل میں اس کا اثر نہ ہو۔ چھلکوں سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے محض صورت کا ہونا کافی نہیں۔ حال ہونا چاہیے قال خالی قال ہی ہے مطلق قال اور صورت جس کے ساتھ حال نہیں ہوتا وہ تو الٹی ہلاکت کا موجب ہے انسان جب حال پیدا کرلیتا ہے اور اپنے حقیقی خالق و مالک سے ایسی سچی محبت اور درد و اخلاص پیدا کرلیتا ہے کہ بے اختیار اس کیطرف پرواز کرنے لگتا ہے اور ایک حقیقی محویت کا عالم اس پر طاری ہو جاتا ہے تو اسوقت اس کیفیت سے وہ انسان گویا سلطان بن جاتا ہے اور ذرہ ذرہ اس کا خادم بنجاتا ہے۔

مجھے تو اللہ تعالیٰ کی محبت نے ایسی محویت دی تھی کہ تمام دنیا سے الگ ہو بیٹھا تھا تمام چیزیں سوائے اس کے مجھے ہرگز بھاتی نہ تھیں میں ہرگز ہرگز حجرہ سے باہر قدم رکھنا نہیں چاہتا تھا۔

(جاری

میں نے ایک لمحہ کیلئے بھی شہرت کو پسند نہیں کیا
میں بالکل تنہائی میں تھا اور تنہائی ہی مجھکو
بھاتی تھی۔ شہرت اور جماعت کو جس نفرت
سے میں دیکھتا تھا اسکو خدا ہی جانتا ہے میں
تو طبعاً گمنامی کو چاہتا تھا۔ اور یہی میری آرزو
تھی۔ خدا نے مجھ پر جبر کر کے اس سے مجھے
باہر نکالا۔ میری ہرگز مرضی نہ تھی۔ مگر اس نے
میرے خلاف مرضی کیا کیونکہ وہ ایک کام لینا
چاہتا تھا۔ اس کام کیلئے اس نے مجھے پسند کیا
اور اپنے فضل سے مجھکو اس عہدہ جلیلہ پر
مامور فرمایا۔ یہ اسی کا اپنا انتخاب اور کام ہے
میرا اس میں کچھ دخل نہیں۔ میں تو دیکھتا ہوں
کہ میری طبیعت اسطرح واقعہ ہوئی ہے کہ شہرت
اور جماعت سے کوسوں بھاگتی ہے اور مجھے سمجھ
نہیں آتا کہ لوگ کسطرح شہرت کی آرزو کرتے
ہیں۔ میری طبیعت اور طرف جاتی تھی لیکن
خدا مجھے اور طرف لیجاتا تھا میں نے بار بار
دعا کی کہ مجھے گوشہ میں ہی رہنے دیا جاوے
مجھے میری خلوت کے حجرہ میں چھوڑ دیا جاوے
لیکن بار بار یہی حکم ہوا کہ اس سے نکلو اور دین
کا کام جو اس وقت سخت مصیبت کی حالت
میں تھا اسکو سنوارو۔ انبیاء کی طبیعت اسی
طرح واقعہ ہوئی ہے کہ وہ شہرت کی خواہش نہیں
کیا کرتے کسی نبی نے شہرت کی کبھی خواہش نہیں
کی۔ ہمارے نبی صلعم بھی خلوت اور تنہائی
کو ہی پسند کرتے تھے آپ عبادت کرنے کیلئے
لوگوں سے دور تنہائی کی غار میں جو غار حرا
تھی چلے جاتے تھے۔ یہ غار اسقدر خوفناک تھی
کہ کوئی انسان اس میں جانے کی جرأت نہ
کر سکتا تھا۔ لیکن آپ نے اسکو اسلئے پسند کیا
ہوا تھا کہ وہاں کوئی ڈر کے مارے بھی نہ پہنچیگا
آپ بالکل تنہائی کو چاہتے تھے شہرت کو ہرگز
پسند نہیں کرتے تھے مگر خدا کا حکم ہوا
یَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنذِرْ۔ اس
حکم میں ایک جبر معلوم ہوتا ہے اور اسی لئے
جبر سے حکم دیا گیا کہ آپ تنہائی کو جو آپکو
بہت پسند تھی اب چھوڑ دیں۔ بعض لوگ
بیوقوفی اور حماقت سے یہی خیال کرتے ہیں
کہ گویا میں شہرت پسند ہوں۔ میں بار بار کہہ
چکا ہوں کہ میں ہرگز شہرت پسند نہیں خدا نے
جبر سے مجھ کو مامور کیا ہے اور وہی گواہ ہے
کہ میں شہرت پسند نہیں ہوں۔ میں تو دنیا
سے ہزاروں کوسوں بھاگتا تھا مسلمانوں
کی نظر چونکہ زمین اور اس کی اشیاء تک
ہی محدود ہوتی ہے اور وہ دنیا کے کیڑے
ہیں اور شہرت پسند ہوتے ہیں انکو اس
خلوت گزینی اور بے تعلقی کی کیفیت ہی معلوم
نہیں ہو سکتی ہم تو دنیا کو نہیں چاہتے اگر وہ
چاہیں اور اسپر قدرت رکھتے ہیں تو سب
دنیا لیجائیں۔ ہمیں ذرہ بھی گلہ نہیں۔ ہمارا
ایمان تو ہمارے دل میں ہے نہ دنیا کے ساتھ

ہماری خلوت کی ایک ساعت ایسی قیمتی ہے کہ ساری
دنیا اس ایک ساعت پر قربان کرنا چاہتے اس
طبیعت اور کیفیت کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا
مگر ہم نے خدا کے امر پر جان و مال و آبرو کو قربان
کر دیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں تجلی کرتا ہے
تو پھر وہ پوشیدہ نہیں رہتا۔ عاشق اپنے عشق کو
خواہ کیسے ہی پوشیدہ کرے مگر بھید پانیوالے اور
تاڑنیوالے قرائن اور آثار اور حالات سے پہچان
ہی جاتے ہیں۔ عاشق پر وحشت کی حالت نازل
ہو جاتی ہے اور اسی وحشت کے سارے وجود پر چھا
جاتی ہے۔ اسقسم کے خیالات اور حالات اسپر
ظاہر ہو جاتے ہیں وہ اگر ہزاروں پردوں میں
بھی ہو اور اپنے آپ کو چھپائے مگر چھپا نہیں رہتا سچ
کہا ہے؎ عشق و مشک را نتوان نہفتن۔
جن لوگوں کو محبت الٰہی ہوتی ہے وہ اس محبت کو
چھپاتے ہیں جس سے انکے دل لبریز ہوتے ہیں بلکہ
اس کے افشا پر وہ شرمندہ ہوتے ہیں کیونکہ محبت
اور عشق ایک راز ہے جو خدا اور اسکے بندہ کے درمیان
ہوتا ہے اور ہمیشہ راز کا فاش ہونا شرمندگی کا
موجب ہوتا ہے کوئی رسول نہیں آیا جس کا خدا سے
راز نہیں ہوتا۔ اسی راز کو چھپانیکی خواہش انکے
اندر ہوتی ہے۔ مگر معشوق خود اسکو فاش کرنے پر
مجبور کرتا ہے۔ اور جس بات کو وہ نہیں چاہتے وہی
انکو ملتی ہے۔ جو چاہتے ہیں انکو ملتا نہیں اور جو نہیں
چاہتے انکو جبراً ملتا ہے۔
جبتک انسان ادنیٰ حالت میں ہوتا ہے اسکے
خیالات بھی ادنیٰ ہی ہوتے ہیں اور جسقدر معرفت
میں گرا ہوا ہوتا ہے اسی قدر محبت میں کمی ہوتی ہے اگر
معرفت ہو حسن ظن پیدا ہوتا ہے۔ ہر شخص میں محبت
اپنے ظن کی نسبت سے ہوتی ہے انا عند ظن
عبدی بی سے یہی تعلیم ملتی ہے صادق عاشق
جو ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ پر حسن ظن رکھتا ہے کہ وہ
اسکو کبھی نہیں چھوڑیگا۔ خدا تو وفاداری کو پسند
کرتا ہے بلکہ وہ جانتا ہے کہ انسان صدق و کمال سے
اور اس پر ظن نیک رکھے تا وہ بھی وفا دکھلاوے
مگر یہ لوگ کب اس حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں۔ یہ تو اپنی
ہوا و ہوس کے بتوں کے آگے جھکے رہتے ہیں۔ اور
انکی نظر دنیا تک ہی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کو کریم و رحیم
نہیں سمجھتے اسکے وعدوں پر ذرہ ایمان نہیں رکھتے
اگر اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان رکھیں کہ وہ
کریم و رحیم ہے تو ابھی ان پر رحمت اور وفا کے
ثبوت نازل کرتا۔؎
گر روز جزا ز خدا بترسیدے
پنہان کہ نیک ٹک ہو دے
شر بدظنی سے پیدا ہوتا ہے۔ قرآن شریف کے اول
سے آخر تک پڑھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ سے
بدظنی مت کرو۔ اللہ کا ساتھ نہ چھوڑو۔ اسی سے
مدد مانگو۔ اللہ تعالیٰ ہر میدان میں مومن کی مدد
کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میدان میں میں تیرے ساتھ
ہوں۔ وہ اس کو نئے ایک فرقان بناکر دیتا ہے
جو اس کے وعدوں پر بھروسہ نہیں کرتا وہ بدظنی

کرتا ہے جو شخص خدا سے نیک ظن کرتا ہے وہ اسکی
طرف رجوع کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے
بدظنی کرتا ہے وہ مجبور ہوتا ہے کہ اپنے لئے کوئی دوسرا
معبود بنائے اور شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے
جب انسان اس بات کو سمجھتا ہے کہ خدا کریم و
رحیم ہے اور اس بات پر ایمان صدق دل سے
لاتا ہے کہ اس کے وعدے سچے ہیں تو وہ
اسپر جان فدا کرتا ہے اور وہ بھی خدا سے
عشق رکھتا ہے۔ ایسا انسان خدا کا چہرہ اسی
دنیا میں دیکھ لیتا ہے۔ طرح طرح سے اسکی
مدد کرتا ہے اور اپنے انعامات اس پر نازل
کرتا ہے اور اس کو تسلی بخشتا ہے اور محبت اور
وفا کا چہرہ دکھاتا ہے۔ لیکن بدظنی ہمیشہ
محروم رہتا ہے۔

متعلق اشتہار

* فٹ نوٹ

(بقیہ صفحہ ۲)

یہ امر بالکل غلط ہے کہ اسلام میں قسم کھانا منع ہے
تمام نیک انسان مسلمانوں میں سے ضرورتوں کے
وقت قسم کھاتے آئے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے
بھی ضرورتوں کے وقت قسم کھائی۔ ہمارے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بارہا قسمیں کھائی ہیں
خود خدا تعالیٰ نے قرآن میں قسمیں کھائی ہیں۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں مجرموں کو قسمیں دلائی
گئیں۔ قسموں کا قرآن شریف میں صریح ذکر ہے۔
شریعت اسلام میں جب کسی ثبوت کا دروازہ بند
ہو یا چھپ رہا ہو تو قسم پر مدار رکھا جاتا ہے اور صحیح البخاری
جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب ہے اس میں لکھا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب کر کے قسم کھا کر
فرمایا کہ مسیح موعود جو آنیوالا ہے جو تمہارا امام ہوگا
وہ تم میں سے ہی ہوگا یعنی اسی امت میں سے ہوگا
آسمان سے نہیں آئیگا۔ دیکھو صحیح بخاری جلد نمبر ۲ صفحہ
۱۰۶ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قسموں کا
ایک باب باندھا ہے۔ اس باب میں بہت سی قسمیں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھی ہیں جو دیکھنے سے
کم نہیں۔ ایسا ہی صحیح نسائی جلد ثانی صفحہ ۱۳۰
کتاب الایمان والنذور میں صفحہ ۱۲۹ تک آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی قسموں کا ذکر ہے۔ قرآن شریف
میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيَسْتَنْبِئُونَكَ
أَحَقٌّ هُوَ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ یعنے
تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ حق ہے کہہ مجھ کو خدا کی قسم
ہے کہ یہ حق ہے۔ ایسا ہی قرآن شریف میں آیت
ہے وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ۔ یعنی جب تم قسم
کھاؤ تو جھوٹ اور بدعہدی اور بدنیتی سے اپنی
قسم کو بچاؤ۔ ایسا ہی قرآن شریف میں آیت ہی ہے
أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ
وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِن
كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ۔ یعنے شخص ملزم چار
قسمیں خدا کی کھائے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں
قسم میں یہ کہے کہ اسپر خدا کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہے

اب دیکھو کہ اس جگہ ایک قسم کا لازم کیا ہے جس
ویسا ہی میں ان قرآن شریف کے رو سے لغو ایسی
قسمیں کھانا منع ہے کیونکہ وہ خدا سے ٹھٹھا ہے
اور گستاخی ہے اور ایسی قسمیں کھانا بھی منع ہے
کیونکہ وہ خدا سے ٹھٹھا اور گستاخی ہے اور ایسی
قسمیں کھانا بھی منع ہے جو نیک کاموں سے محروم
کرتی ہوں جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے
قسم کھائی تھی کہ میں آئندہ مسطح صحابی کو صدقہ خیرات
نہیں دونگا تو اس پر آیت نازل ہوئی۔ وَلَا
تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ أَن
تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا یعنے ایسی قسمیں مت کھاؤ جو
نیک کاموں سے بازرکھیں۔ یہ وہ آیت ہے
جو مولوی کر دیتی ہے پڑھ کر کہا کہ قسم کھانا درست
نہیں۔ تفسیر معنی ابوالسعود و فتح روح میں زیر آیت
وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ لکھا ہے
کہ عرضہ اسکو کہتے ہیں کہ جو چیز ایک بات کے کرنے
چاہئے اور مانع ہو جاوے اور لکھا ہے کہ یہ آیت
ابوبکر صدیق کے حق میں ہے جبکہ انہوں نے قسم
کھائی تھی کہ مسطح کو جو صحابی ہے بباعث شرکت
اسکی حدیث افک میں کچھ خیرات نہیں دونگا پس
خدا تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ ایسی قسمیں
مت کھاؤ جو تمہیں نیک کاموں اور اعمال صالحہ
سے روکتی ہیں نہ یہ کہ سارا امتناع ہر جنس کے لئے ہے۔ منہ

آم

شاہ آباد ضلع ہردوئی اعلیٰ درجہ کے
آموں کیلئے مشہور ہے۔ جو لوگ واقف ہیں ہم کو لکھا
چاہیں نہیں معلوم ہو گا کہ ہمارے مکرم مخدوم سلسلہ
عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص اور سرگرم ممبر شاہ آباد
ضلع ہردوئی کے رئیس مولوی حکیم محمد الزاد حسین
خانصاحب کا امان قلبیات ہے وہ ایک کارخانہ ہے
پس جس بھائی کو شاہ آباد کے آموں کی ضرورت
ہو وہ مولویصاحب موصوف کو لکھیں۔ اس سے
دو فائدے ہونگے ایک تو باہم سلسلہ کا تعارف پیدا
ہو جاویگا دوسرے عمدہ چیز ملیگی سارا قیمت
میں جہانتک ان سے ممکن ہوگا رعایت کرینگے
قومی تجارت اور قومی کاموں کی قدر کرنیوالوں
کو ایسے موقعوں کی تلاش رہنی چاہئے۔ ماہ جون اور
جولائی میں حسب ذیل ہوگی۔ اعلیٰ درجہ کو مختلف
قسم کا آموں سے بھرا ہوا پارسل دس سیر وزن کا
جس میں خالص آم ۸ سیر ہونگے مع پیکنگ
چارج و مزدوری تا ریلوے سٹیشن عے اور دس
سیر کا پارسل بقیمت صہ ریلوے محصول خریدار
صاحبان کے ذمہ ہوگا۔ پھل قدرے خام بھیجے جاتے
ہیں جو تین چار روز رکھنے سے خوب پختہ ہو جاتے ہیں

تمام خط و کتابت مولوی حکیم محمد الزاد حسین خانصاحب
رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی سے کرنی چاہئے۔

حکیم الامت کا وعظ دوسرا جلسہ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہین کہ عجیب و عجیب تقریرون یا تحریرون سے کامیاب ہو سکتے ہین اور اکثر و بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ عارضی طور پر بظاہر بعض لوگون کو کامیابی نظر بھی آتی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ کامیابی کوئی کامیابی نہین ہوتی بلکہ ناکامی اور نامرادی ہی ہوتی ہے کیونکہ اس کا انجام خطرناک طور پر ثابت ہوتا ہے کامیابی کا اصلی راز ور تقوے اللہ ہی ہے کیونکہ اس کے ساتھ روح القدس کی تائید ہوتی ہے جس سے وہ کلام الٰہی کے اسرار اور نکات کو سمجھ سکتا ہے۔ اور اس کی تقریر اور تحریر مین اللہ تعالٰی ایک نور اور برکت رکھ دیتا ہے اسمین ایک اثر ہوتا ہے جو سننے اور پڑھنے والون کے دلو نیر پڑتا ہے اور ان کو اس کی طرف کھینچ لاتا ہے انبیاء علیہم السلام کی کامیابی کی اصل جڑ یہی ہے۔ پس اگر تم کو کامیابی چاہئے ہو تو اس اصل کو مضبوط پکڑے رکھو اور ہر ایک کام محض اللہ تعالٰی ہی کی رضا جوئی کیلئے کرو اس مین اپنے اغراض اور مقاصد کو قربان کردو۔ ورنہ ذاتی اغراض اس مین شریک ہونگے اس کی برکت اور خوبی کو کھو دینگے۔ مین جانتا ہون کہ تمہین اپنے مخالفون سے بہت کچھ سننا پڑتا ہے اور ایسے موقع بھی آجاتے ہین کہ تمہین ان سے گفتگو کرنی پڑتی ہے ایسے وقت سمجھ لو اور رکھو کہ دشمن کے لئے تیار ہو مگر تائید الٰہی پر بھروسہ کرکے دعا مانگتے رہو کبھی مناظرات اور مباحثات کی خواہش نہ کرو لیکن اگر مقابلہ پیش آجائے تو پھر اللہ تعالٰی سے دعا مانگ کر گفتگو کی خواہش کرو۔ اختلافی مسائل کے حل کرنے کا آسان طریق یہی ہے۔ کہ ان کو لکھ رکھو تاکہ ہر وقت نظر پڑتی رہے اور خدا تعالٰی سے اس کے لئے بھی دعا مانگتے رہو کیونکہ ہر ایک مسئلہ مین ہدایت کی راہ بتا دینا خدا ہی کا کام ہے۔

ان علینا للھدٰی

جب انسان سچا دل لیکر جناب الٰہی مین تضرع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مولا اگر تم تو جانتا ہے مین تیری رضا کیلئے سعی اور مجاہدہ کرتا ہون اس راہ مین تو ہی مجھے مدد دینے والا ہے

اور تیرے ہی فضل سے منزل مقصود پر پہونچ سکتا ہون تو مین یقین رکھتا ہون کہ اللہ تعالٰی ان اختلافی مسائل اور مشکلات کو بتون کے بنے اور ہواؤن کے جھونکون مین حل کر دیتا ہے مگر اخلاص ہو۔

اللہ تعالٰی نے مستغنی کو کبھی پسند نہین کرتا کیونکہ غنا مخلوق کو نہین رہا گیا ہے مین بار بار تم لوگون کی توجہ دعا کی طرف منعطف کرتا ہون کیونکہ کام کتب دعا ہی سے شروع ہوتی ہے۔ یہ بخت ہین وہ لوگ جو دعا سے محروم ہوئے۔ اور تکبر اور خود پسندی کے خطرناک مرض مین مبتلا ہوگئے۔

منافقون کے خصایل مین سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ دوسرون کو حقیر سمجھتے ہین۔ پس تم کبھی کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو چھوٹے سے چھوٹے بھائی کو بھی حقیر مت جانو ورنہ مقابلہ مین خدا ہنسی مین اڑا دیتا ہے۔ تم نے وہ اشتہار شاید دیکھا ہوگا یا پڑھا ہوگا جو ہمارے رحیم و کریم امام نے دیا تھا کہ

اپنی آوازون کو قابو مین رکھو دوسرے پر حملہ کرتے ہوئے شرم و حیا سے کام لو۔

تم بھی آوازون کو نکالتے وقت اس ارشاد کو مد نظر رکھو تاکہ ایسا نہو کہ تم خلاف ورزی کرنیوالون مین شمار ہو۔ قرآن شریف کو پڑھو عمل کرنے کے لئے۔ کیونکہ اس کی تلاوت کا اصل مقصد یہی ہے۔ اللہ تعالٰی ہم سب کے ساتھ ہو۔ اور ہمین نیک اعمال کی توفیق دے۔ آمین۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ترک اسلام پر نالش — دہرم پال لوار ہی کی کتاب ترک اسلام پر فوجداری استغاثہ کرنے کی دہلی

مین تجویز ہوئی ہے چنانچہ دہلی کے اخبار سے معلوم ہوا ہے کہ ۵ر جولائی سنہ ۱۹ء کو صاحبزادہ سلطان احمد خان صاحب بیرسٹرایٹ لا نے مسلمانون کی جانب سے ایک درخواست پیش کی کہ رسالہ ترک اسلام کے مصنف پر فوجداری مقدمہ کرنے کی اجازت دیجائے صاحب ڈپٹی کمشنر نے یہ درخواست بنا پر منظوری گورنمنٹ مین بھیجدی ہے۔ اس نالش سے کم از کم اتنا فائدہ تو ضرور ہوگا کہ آئندہ کے لئے آریہ صاحبان اپنی تحریرون مین اعتدال سے کام لینگے اور بغیر ثبوت کوئی بات پیش نہ کرو یا کرینگے۔

کرنال مین آریون اور عیسائیون کا مقدمہ — سناتن دہرم گزٹ فیلاز سے کو تو مستا

ظاہر ہے کہ آریہ لوگ اپنے جوش مین تمام مذاہب کی سخت توہین کیا اپنی تحریرون مین اور کیا تقریرون مین) برابر کرتے ہین بلکہ خود ان کے سوامی دیانند جی نے اپنی پوتھی ستیارتھ پرکاش مین کل مذاہب کی نہایت اشتعال انگیز نندیا اور زشت کی ہے فی الحال اس نندیا کا ایک گل کرنال مین کھلا ہے سکرٹری صاحب آریہ سماج کرنال آریہ اخبار ست دہرم پرچارک مین خبر دیتے ہین کہ عرصہ ہوا بازار شہر کرنال مین پنڈت وہرم دیو اپدیشک آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب نے اپنے دوران لیکچر مین عیسائی مذہب کے اصولون کے بابت کچھ دیا کہا تو دیا تھا جس پر چند دیسی عیسائی بڑے ناراض اور جوش مین آکر پنڈت جی اور دس دیگر سماجک پرشون پر مقدمہ فوجداری بابت توہین مذہب بعدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دائر کردیا ہے جسکی تاریخ پیشی ۸ر جولائی مقرر ہوئی ہے۔ افسوس۔

عیسائیت کا مدار اسوقت ہوائی تلعون پر ہے — پرچارک لکھتا ہے کہ یہ کہنا سچ ہوگا کہ عیسائیت کا مدار اسوقت محض ہوائی تلعون پر ہے

یورپ اور امریکہ سے صاف آواز آرہی ہے کہ اس وقت ان ممالک مین عیسائیت جان کندنی کی حالت مین ہے . . . .

. . . . جو عیسائیت مردہ انسان مین زندہ روح پہونکنے کی دعویدار تھی اس کی جان کندنی کی حالت افسوسناک ہے لیکن امر واقعہ کو بدل کون سکتا ہے۔ دن بدن پرانے بائیبل کے مسئلے ہٹتے جاتے ہین اور ان کو جواب دینے والے خود عیسائی پادری ہین۔ کوئی زمانہ تھا جب انگلینڈ کا بائیبل پر اپنا حاشیہ چڑھانا نیوالا پادری گردن زدنی سمجھا جاتا تھا لیکن اس وقت کثرت رائے ان پادریون مین ہو رہی ہے جو بائیبل سے نئے نئے اختلافات ظاہر کررہے ہین ایسے مایوسی کے زمانہ مین عیسائی پادریون نے ہندوستان کو اپنی امید کا نشانہ بنایا ہوا تھا لیکن یہان بھی ان کی دال گلنی بند ہوگئی۔ آریہ سماج نے پرچار کا نتیجہ محض پنجاب۔ ممالک متحدہ۔ بہار اور راجپوتانہ مین ہی نمودار نہین ہوا بلکہ بمبئی اور بنگال تک مین بھی اسکی ہیبت نے لوگون کو عیسائی ہونے سے روک دیا ہے۔ البتہ مدراس کے جاہلون مین عیسائیت کام کررہی ہے۔ لیکن ان ممالک سے عیسائیون کی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تبدیل مذہب کرنا پادریون کیلئے کچھ فخر کا باعث نہین ہو سکتا۔ باوجود ان سب باتون کے ولایت مین ڈو شیسٹر کے بشپ صاحب نے بیان کیا کہ بشپ مدراس کی معرفت انہین معلوم ہوا ہے کہ ہندوستانی تعلیم یافتہ لوگون پر مردم شماری مین عیسائیون کی تعداد بڑھنے کے حال نے بڑا اثر کیا اور ایک عجیب تبدیلی پیدا ہورہی ہے۔ شاید اسکو ہوائی قلعہ نہ اس وقت کی عیسائیت کی بنیاد ٹھیری ہے۔ بشپ صاحب کے اس خواب پر اخبار پائونیر نے انہین بہت آڑے ہاتھون لیا ہے اور بتلایا ہے کہ جب ہندو ازم کے بیرحجوت ہونے کے آثار چارون طرف سے دکھائی دیتے ہین اور مسلمان ایک بھی عیسائی ہونے کیلئے تیار دکھائی نہین دیتا۔ تو بشپ مدراس کا یہ دعوٰے گویا فضول ہے۔ پائونیر کا خیال ہے کہ اگر بھیل گونڈ۔ وغیرہ قومون مین کچھ اثر عیسائیت کا ہوا ہے۔ لیکن دیہاتی لوگ جو آبادی کا ۹/۱۰ حصہ ہین۔ عیسائیت کے برخلاف ہین یا اس سے بے پرواہ ہین۔ واقعات ثابت کر رہے ہین کہ دنیا کا آئندہ ایک دہرم اگر کوئی ہونیوالا ہے تو وہ عیسائی مذہب نہین ہے۔ عیسائیت کے اندر علم اور عقل کی کسوٹی پر پرکھے جانے کیلئے طاقت موجود نہین اور نہ ہی اس کے اندر ذی عقل انسانون کو تسلی شانتی دینے کی طاقت ہے۔ ایسی حالت مین ہم پھر بار بار اسی خیال کو دوہراتے تھے جو کہ سمجھدار یورپین اور ہندوستانی کئی مرتبہ ظاہر کر چکے ہین کہ عیسائی پادریون کو غیر ممالک کا پیچھا چھوڑ کر پہلے اپنی آوارہ بھیڑون کو جمع کرکے ایک قاعدہ کے اندر لانے کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلے فرض ان کا یہ ہے کہ وہ بگڑے ہوئے عیسائیون کو درست کرین۔ اور اگر ان پر کامیابی ہو جائے تب دوسری طرف کا رخ کرین۔

مختلف خبرون کا گلدستہ

اشٹ دہو ہرن۔ ایک پور رانگ برہمن نے اپنے پوجا کرنے کی شوگی مورتی مع سامان پوجا جو قیمتی ایک ہزار روپیہ کا تھا بعوض چار روپیہ کے ایک ساہوکار کے پاس رہن کردیا اور خود سفر پر چلا گیا واپسی پر فک الرہن کرانا چاہا تو ساہوکار منکر ہوگیا مقدمہ عدالت مین دائر کر دیا گیا۔ خوب ہوا کہ ایک معنوی خدا گروی رکھا گیا اور بذریعہ عدالت اس کے دلائے جانے کی کوشش ہو رہی ہے۔

پیرس مین اس وقت قہوہ کے پتون سے سیگرٹ طیار کئے جاتے ہین یہ نئی تحقیق ہے۔ مشہور ہے کہ ان کے پینے سے تمباکو سے نفرت ہو جاتی ہے لیکن کیا قہوہ کی زہریلی خاصیت تمباکو سے کم اثر رکھتی ہے۔

انگلستان کے ایک پادری صاحب نے اپنا خیال ظاہر کیا ہے کہ فرشتوں کے پر نہیں ہوتے اس پر ایک اخبار کے عیسائی نامہ نگار نے پادری صاحب کو آڑے ہاتھوں لیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب پادری نے فرشتہ خانہ میں جا کر خود اطمینان نہیں کیا تو وہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ فرشتوں کے پر نہیں۔ اپنے دعوے کے ثبوت میں نامہ نگار نے انجیل سے حوالجات بھی دیے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ بائیبل کی تعلیم کے خلاف انگلستان میں زبردست آواز اٹھ رہی ہے اور رفتہ رفتہ کل بائیبل کی تعلیم کا اسی طرح خاتمہ ہو جاوے گا۔

روس کے بالٹک کمشنس کے شہر لیڈ کوہس میں ایک بارہ سالہ لڑکی ہے جس کے جسم میں مقناطیسی طاقت ہو کہا جاتا ہے کہ جس چیز کے پاس وہ پہونچتی ہے وہی گھومنے لگ جاتی ہے اگر وہ کھانے کی میز کے پاس جاوے تو کل اور یہ سبھی ہوئی چیزیں ناچنے لگ جاتی ہیں بو تلیں ہوا میں اٹھ اور گر کر چکنا چور ہو جاتی ہیں زمین سے کنکر اور پتھر اڑ کر چلنے لگتے ہیں ویسے لڑکی بالکل تندرست ہے اور ان واقعات کو دیکھ کر کل کہلا کر بحث پڑتی ہے ڈاکٹروں نے ملاحظہ کیا لیکن کچھ حل نہیں کیا لڑکی کے غریب والدین خیال کرتے ہیں کہ لڑکی پر کوئی بھوت سوار ہے جس کو نکالنے کے واسطے وہ ایک پادری کو بلا رہے ہیں۔ عجب خدا کی شان ہے۔ چندہ ہو رہا ہے کہ اسے سینٹ پیٹرز برگ میں خاص ڈاکٹروں کے ملاحظہ کے لیے بھیجا جاوے سچ تو یہ ہے۔

کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

امریکہ کے کپتان ڈایک باش صاحب نے ایک کل کی گاڑی بنائی ہے۔ جو پروں کے ذریعے چلتی ہے شہر کے گلی کوچوں میں ایک گاڑی کا اڑتے چلا جانا بھی ایک عجیب نظارہ ہوتا ہوگا گو اس گاڑی کی کلا کئی مرتبہ بگڑ چکی ہے تاہم کپتان باش اپنی دھن کے پکے اسے برابر چلائے جاتے ہیں۔ امریکہ میں امیر لوگ اپنا وقت بھی ضایع کرتے ہیں تو سائنس کے جھگڑوں پر بر خلاف اس کے ہندوستان کے رئیس اپنی عمر کو کاہلی اور بیہودہ پن میں برباد کرتے ہیں کاش کہ یہاں کے امیر بھی بجائے عیاشیوں میں روپیہ بگاڑنے کے ایسے شغلوں پر روپیہ خرچ کرتے۔

جرمنی میں ایک مشین ایجاد ہوئی ہے کہ اگر کسی مکان میں آگ لگ جاوے تو اس مشین کے ذریعہ سے کل مکان میں پانی پہونچایا جا سکتا ہے

رنگون میں ایک مدراسی سوداگر نے ایک بچہ کو مار ڈالا اور اس کے جسم کے ٹکڑے جھیل میں پانی کے اندر دبا دیے پولیس نے صبح کے وقت ایک شخص کو ایک گٹھڑی اٹھائے ہوئے بہکی بہکی باتیں کرتے پایا اور کسی شبہ میں اس کی تلاشی لی تو خون آلود کپڑے ملے اس کو حراست میں رکھا گیا بعد ہ پھر ایک کتا اپنے مالک کے لڑکے کا سر اپنے منہ میں ڈالے ہوئے لاتا ہوا پایا گیا اور وہ بچہ ناگہانی اس کتے کی بہیری سے پولیس نے لاش کا پتہ لگایا اور کتا سمجھا جاتا تھا کہ پولیس اسکی تلاش کر رہی ہے۔ اور مجھ کو پڑ بتلائی کرتا چاہتا ہو آخر کار اس شخص نے اقبال کیا کہ اس نے زیور کے لالچ میں بچہ کو مار ڈالا اس وحشیانہ قتل اور کتے کی سراغ رسانی کا رنگون میں عام چرچا ہے۔

جاپانیوں کی فوج میں ہر ایک سپاہی کے پاس کاغذ کی دیگچیاں ہوتی ہیں۔ ویمو نامی ایک شخص ان کا موجد ہے۔ یہ دیگچیاں جاپان کے معمولی ملائم کاغذ کی بنی ہوتی ہیں جیسے ان میں پانی بھر کر ان کے اوپر پانی ڈالا جاتا ہے اس کے بعد وہ آگ پر رکھدی جاتی ہیں اور دس منٹ میں پانی ابلنے لگتا ہے۔ یہ دیگچیاں آٹھ دس مرتبہ کام میں لائی جا سکتی ہیں انکی قیمت قریب قریب ایک پینی کی ہوتی ہے

لنڈن کے اسقف اعظم نے نہایت افسوسناک آواز بلند کر کے لوگوں کو بیدار کرنا چاہا ہے کہ لنڈن میں دینداری نہایت کم ہوتی جاتی ہے اور کہ عیسائی مذہب بہت تنزل پر ہے اس لیے ہمیں چاہیئے کہ جہاں اب دو نئے گرجے ہر سال تعمیر ہوتے ہیں۔ وہاں ہر سال پانچ نئے گرجے تعمیر ہوا کریں اور ایک لاکھ پونڈ سالانہ خرچ کرنے سے لنڈن کی روحانی ترقی قائم رہ سکتی ہے اس پر کینن ریلین ایڈورڈس نے جو ایک روشن ضمیر نامور پادری ہیں اخبار ڈیلی میل کو لکھا ہے کہ تیس سال پہلے جو والدین اتوار کو دو مرتبہ گرجا کو جاتے تھے اب انکی اولاد ایک مرتبہ جاتی ہے۔ اور انکی اولاد کی اولاد ایک مرتبہ بھی نہیں جاتی اس لیے ہمیں نئے گرجے بنانے سے کچھ فائدہ نہیں پہلے پرانے گرجے بہت ہیں ان میں نئے دل والے آدمی بھیجا دیں جو محبت سے کام کریں۔ آر جی ڈیکن صاحب نے یہی کہا ہے کہ لنڈن کی آبادی میں ہر سو میں ۸۰ کس گرجا کو جاتے ہیں اور ۹۰ فیصدی نہیں جاتے ان ۸۰ میں سے بھی ۸۰ رومن کیتھولک ہیں تو گویا صرف دس فیصدی پراٹسٹنٹ گرجا جاتے ہیں۔

ضرورت ہے

۱۔ میں بجائے خود اور میرے معزز رفقاء جو الحکم کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہیں ایک عرصہ سے اس ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں کہ الحکم کے لیے کم از کم فی الحال ایک لائق معین سب ایڈیٹر کی ضرورت ہے جو میری غیر حاضری میں ترتیب اور ضروری انتظام کر سکے۔ اس کام کے لیے موزون اور مناسب وہ شخص ہوگا جو الحکم کی خدمت اپنا فخر سمجھے اور قادیان دار الامان میں رہنے کا جس کو خصوصیت سے شوق ہو کیونکہ ایسا شخص اپنے ذاتی اغراض کو قربان کرنے کیلئے طیار ہو سکے گا اور قلیل معاوضہ پر بھی جو فی الحال الحکم دے سکیگا شکر گذاری کے ساتھ گذر اوقات کر سکے۔ اس خدمت کے لیے درخواست کرنیوالا شخص انگریزی سے اردو ترجمہ کرنے کا مذاق رکھتا ہو اور اخبار نویسی کا بھی اسے مذاق ہونا ضروری ہے۔ تقریروں کو قلمبند کرنے کیلئے زود نویس ہو اور ان کو ترتیب دے سکتا ہو دینیات سے باخبر ہو کم از کم قرآن شریف کا ترجمہ جانتا ہو۔ ان امور میں اگر کسیقدر بھی مذاق ہوگا تو ایڈیٹر الحکم اسے اپنے مطلب کیلئے مناسب تربیت کرنے کیلئے انشاء اللہ آمادہ ہوگا۔ فی الحال جو شخص رکھا جاوے گا تنخواہ ۲۰ سے ۳۰ ماہوار تک علی قدر لیاقت دیجاویگی انٹرنس پاس اور دینیات سے عمدہ واقفیت رکھنے والے شخص کو ترجیح دی جاوے گی۔

۲۔ ایک عمدہ خوشنویس (کاتب) کی جس کا عربی اور اردو خط دستخط عمدہ ہوں زود نویس بھی ہو۔ اخبار کی کتابت کا تجربہ ہو تنخواہ ۱۵ سے ۲۰ ماہوار تک دیجاویگی کارگذاری کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے۔ منکسار کو ترجیح دیجاوے گی۔

۳۔ دو تجربہ کار پریس مین تنخواہ ۸ سے ۱۰ ماہوار تک کارگذاری ... ۸ روپیہ تک

تمام درخواستیں ایڈیٹر و منیجر الحکم قادیان کے نام آنی چاہئیں

نوٹ۔ جن معاصرین کے ساتھ الحکم کا تبادلہ ہے وہ براہ کرم اس اعلان ضرورت کو ایک ایک نمبر اپنے جرائد میں چھاپ دیں۔

ناظرین الحکم بھی سعی کریں کہ مطلوبہ آدمی مل جاویں

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع جمیع ممبران خاندان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں ۸ جولائی سے لیکر ۱۱ جولائی تک اعلیٰ حضرت کا قیام گورداسپور رہا۔

۲۔ موسم میں برساتی رنگ شروع ہو گیا ہے۔ پہلا چھینٹا پڑ چکا ہے ابر محیط آسمان ہے

۳۔ مقدمات کی کیفیت اور خبر اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ مقدمہ ایڈیٹر الحکم بنام کرم الدین وغیرہ میں شہادت صفائی شروع ہے اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بطور گواہ صفائی گذر رہے ہیں۔ کرم الدین کے اپنے مقدمہ میں شہادت استغاثہ میں سے مولوی غلام محمد صاحب قاضی تحصیل چکوال کی شہادت باقی ہے ۹ جو ۹ جولائی ۱۹۰۴ء کو ہو نیوالے تھی مگر نہیں ہو سکی پھر ۱۸ جولائی ۱۹۰۴ء پر مقدمہ ملتوی ہو کر آخر ۱۹ جولائی پر ملتوی ہو چکا ہے اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کا مقدمہ ۱۸ جولائی ۱۹۰۴ء پر ملتوی ہو چکا ہے

ڈپٹی انسپکٹر صاحب بٹالہ توجہ کریں

۱۰ جولائی ۱۹۰۴ء کی صبح کو جبکہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یکہ میں سوار گورداسپور جا رہے تھے اور خاکسار ایڈیٹر الحکم اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے اور میاں سراج الدین صاحب ٹھیکیدار لاہور پیدل جا رہے تھے۔ کیونکہ یکہ بانی کے ابھی قادیان سے چلے ہی تھے کہ قادیان کی حد سے نکلتے ہوئے تین آدمیوں نے یکہ پر ڈاکہ مارنا چاہا۔ خوش قسمتی سے مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے انکو دیکھ لیا اور پھر تینوں رفیقان سفر للکار کر ان کی طرف لپکے تو وہ ہاتھ چھوڑ کے پاؤں کہاں وہ اٹھے پاؤں بھاگ نکلے اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کے موافق واللہ یعصمک من الناس اپنے برگزیدہ بندہ کو بچا لیا۔ مزید حالات معلوم کرنے سے اس قسم کے بعض بدوضع لوگوں کی خبر ملتی ہے۔ صاحب ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ کی نیک نیتی اور مستعدی سے ہمیں امید ہے کہ خصوصیت سے اس طرف توجہ کریں گے میاں حاکم علی کنسٹیبل متعینہ قادیان بھی اس تفتیش میں بطور خود مصروف ہے امید کیجاتی ہے کہ جلد ان بدمعاشوں کا سراغ لگایا جاوے گا۔

احمدیہ ریڈنگ روم

اگرچہ ہمارا ایک عرصہ سے ارادہ تھا کہ دفتر الحکم کے متعلق جو اخبارات تبادلہ میں آتے ہیں وہ ایک خاص وقت پر ایک ترتیب کے ساتھ عام لوگوں کو مطالعہ کیلئے رکھے جاویں۔ لیکن ہم عملی صورت میں اس تجویز اور ارادہ کو نہیں لا سکتے تھے قادیان کے بعض سمجھدار اور اخبار بین لوگوں کی درخواست پر آخر یہ انتظام کرنا پڑا۔ چنانچہ حسب صدر بالا نام سے دفتر الحکم کے متعلق خاص طور پر ایک ریڈنگ روم عام لوگوں کے فائدہ کے لیے ہم یکم اگست ۱۹۰۴ء سے کھولدیں گے۔ انشاء اللہ العزیز اور اسکے متعلق ضروری قواعد بھی اگلی اشاعت میں چھاپ دیں گے۔ اس ریڈنگ روم کے متعلق کوئی چندہ نہیں لیا جاویگا

(ایڈیٹر)